ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
اپریل 2006ء
مدیر
منصور احمد نورالدین

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں“۔

(آئینہ کمالات......، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160)

محترم صدر صاحب کا پیغام مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24/فروری 2006ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو کثرت سے درود شریف کا ورد کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

''ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہوں گے اور بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے، جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال لیں اور فضا میں اتنا درود صدقِ دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

اداریہ

آج ہر احمدی کا فرض ہے

ان دنوں ڈنمارک، ناروے، اٹلی اور دیگر مغربی ممالک نے ناعاقبت اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں انتہائی غلیظ اور جذبات کو انگیخت کرنے والے کارٹون شائع کئے ہیں۔ جس سے ہمارے دل سب سے زیادہ چھلنی ہیں۔ ہمارے پیارے نبی جو تمام جہان کے لئے رحمت ہیں، جن کا وجود سراپا شفقت و رأفت ہے۔ ان کے بارے میں اس قسم کی حرکات کرنا دراصل اپنی بدقسمتی کو دعوت دینا ہے۔ کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کے بارے میں نازیبا اظہار خیال ہرگز ہرگز آزادیٔ صحافت اور آزادیٔ ضمیر نہیں۔

ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نازک موقعہ پر ہمیں نہایت اہم نصائح فرمائی ہیں اور ان حالات سے نپٹنے کے نہایت احسن طریق بیان فرمائے ہیں۔

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور کمالات سے دنیا کو آگاہ کرے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امن کی تعلیم سے دنیا کو آگاہ کرے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام سے دنیا کو آگاہ کرے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے مقام کو اپنے عملی نمونے سے ثابت کرے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے حسن سے تمام دنیا کو آگاہ کرے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اعلیٰ اخلاق، ہمدردی اور شفقت کے واقعات سے لوگوں کو آگاہ کرے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں کو بتائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امن کے حقیقی شہزادہ تھے۔

آج ہر احمدی اپنے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کی ایسی آگ لگا دے جس کے شعلے ہر دم آسمان پر پہنچیں۔

آج ہر احمدی اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھال کر کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

بھیج درود اس محسن پہ تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار

القرآن الکریم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

(الاحزاب : ۵۷)

خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اس پر درود بھیجو اور نہایت اِخلاص اور محبت سے سلام کرو۔

(ترجمہ براھین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ حاشیہ)

تفسیر: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعاتِ پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کِیا تو اِنسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس اَمر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم نے کیا کِیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی، پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو **محمد** کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ صفحہ ۳)

صَلّے عَلٰی نَبِیِّنَا
صَلّے عَلٰی مُحَمَّدٍ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ.

(بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول ﷺ من الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک میں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

❁❁❁

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً.

(ترمذی کتاب ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے روز میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ تعلق اور قرب رکھنے والا شخص وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

بدرگاہِ ذی شان خیر الانام — شفیع الوریٰ مرجعِ خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام — یہ کرتا ہے عرض آپ کا اِک غلام
کہ اے شاہِ کونین عالی مقام — **عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام**

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں — جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نُورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں — کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلق کامل زہے حسن تام — **عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام**

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی — بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی — کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام — **عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام**

محبت سے گھائل کیا آپ نے — دلائل سے قائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے — شریعت کو کامل کیا آپ نے
بیاں کر دیے سب حلال اور حرام — **عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام**

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال — وہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال — ہر اِک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام — **عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام**

مقدس حیات اور مطہر مذاق — اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہانگیر یکراں بُراق — کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام — **عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام**

علمدارِ عُشاقِ ذاتِ یگاں — سپہدارِ افواجِ قُدوسیاں
معارف کا اِک قلزمِ بیکراں — افاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا! آبِ کوثر کا جام
عَلَیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیکَ السَّلام

ہجومِ مشکلات میں کامیابی حاصل کرنے کا طریق

یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے طفیل ان کی تکالیف دور کر دیں۔

(منقول از اخبار "الفضل" ۱۳ر جنوری ۱۹۲۸ء)

اِک نہ اِک دن پیش ہو گا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہو گی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بَلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(درثمین)

مشعلِ راہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۱۳؍جنوری ۲۰۰۶ء کو قادیان میں فرمایا:۔

......اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی مبعوث کیا ہے جو ابھی ایمان نہیں لائے۔ (جو نبی کا ذکر چل رہا ہے)۔ وہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔ (سورۃ الجمعۃ آیت ۴)

یہ آیت جب نازل ہوئی تو ایک صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس شخص نے یہ سوال تین دفعہ دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا یعنی زمین سے ایمان بالکل ختم ہو گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا، دوسری جگہ رِجالٌ کا لفظ بھی ہے یعنی اشخاص واپس لائیں گے۔

تو یہ آیت اور یہ حدیث ہم میں سے اکثر نے سنی ہوئی ہے، پڑھتے بھی ہیں۔ لیکن آج میں اس حوالے سے نمونے کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند (رفقاء) کا ذکر کروں گا۔ جنہوں نے بیعت کے بعد اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کیں جن کے نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں نظر آتے ہیں۔ جب صحابہ نے اُس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کی وجہ سے تمام برائیوں اور گھٹیا اخلاق سے توبہ کی۔ فسق و فجور، زنا، چوری، جھوٹ، قمار بازی، شراب نوشی، قتل و غارت وغیرہ کی عادتیں ان میں سے اس طرح غائب ہوئیں، جس طرح کبھی تھیں ہی نہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ عادتیں ختم ہو گئیں، بلکہ اعلیٰ اخلاق اور نیکیاں بجا لانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش شروع ہو گئی۔ عبادات میں مشغولیت اور قربانی کی ایسی روح پیدا ہو گئی کہ کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو کچھ عرصہ پہلے اس سے بالکل الٹ تھے۔ اُن لوگوں کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان سے عشق و محبت میں فنا ہو نا رہ گیا تھا۔ ان کے عشق و محبت کی ایسی مثالیں بھی تھیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وعدے کے مطابق کہ رہتی دنیا تک اب تیرا نام ہی روشن رہنا ہے، تیرے ذریعے سے ہی بندوں نے مجھ تک پہنچنا ہے اگر زمین میں ایسا دور بھی آیا کہ ایمان دنیا سے بالکل مفقود ہو گیا

تو تب بھی مَیں تیرے عاشق صادق کے ذریعہ سے اسے دوبارہ دنیا میں قائم کروں گا۔اس مسیح محمدی کے ذریعہ سے ایک انقلاب برپا کروں گا جس پر تیری قوت قدسی کا اثر ہوگا اور وہ اس کے ذریعہ پھر وہ مثالیں قائم کروائے گا جو تُو نے (رفقاء) میں پیدا کیں،حضرت امام مہدی کا ظہور ہوا..........۔

اس وقت جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان مثالوں کے چند نمونے پیش کروں گا جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نور سے فیض پا کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا تھا،اپنے (رفقاء) میں،اپنے ماننے والوں میں،اپنے بیعت کرنے والوں میں کیا انقلاب عظیم پیدا کیا تھا۔اس بارے میں مَیں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں کہ آپؑ نے اپنے (رفقاء) کو کیسا پایا۔آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

’’مَیں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالَم پیدا ہو گیا ہے۔مَیں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدے میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ (دینِ حق) کا جگر اور دل ہیں‘‘۔

(انجام آتھم،روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا ذکر

..........اب مَیں ان پاک نمونوں کی چند مثالیں دیتا ہوں۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب جو مالیر کوٹلے کے نواب خاندان سے تھے،رئیس خاندان کے تھے،نوجوان تھے،ان میں گو نیکی تو پہلے بھی تھی۔لہو ولعب کی بجائے،اوٹ پٹانگ مشغلوں کی بجائے جو نوجوانوں میں پائے جاتے ہیں،اُن میں اللہ کی طرف رغبت تھی،اچھی عادتیں تھیں۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت نے اس کو مزید صیقل کیا اور چمکایا۔انہوں نے خود ذکر کیا ہے کہ پہلے میں کئی دفعہ نمازیں چھوڑ دیا کرتا تھا۔اور دنیاداری میں پڑا ہوا تھا۔لیکن بیعت کے بعد ایک تبدیلی پیدا ہوگئی۔ان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’حبی فی اللہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس خاندان ریاست مالیر کوٹلہ (ازالہ اوھام میں یہ ذکر ہے) قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے تھے اور کئی دن رہے،پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں اور منکرات اور مکروہات سے بالکل مجتنب ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 526)

..........حضرت نواب محمد علی خان صاحب خود اپنے بھائی کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''جن امور کے لئے میں نے قادیان میں سکونت اختیار کی میں نہایت صفائی سے ظاہر کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت اقدس مسیح موعود اور مہدی مسعود کی بیعت کئے ہوئے بارہ سال ہوگئے اور مَیں اپنی شومئی طالع سے گیارہ سال گھر میں رہتا تھا۔ اور قادیان سے مہجور تھا۔ صرف چند دن گاہ بگاہ یہاں آتا رہا اور دنیا کے دھندوں میں پھنس کر بہت سی عمر ضائع کی۔ آخر مجھ کو یہ شعر یاد آیا کہ:-

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

(خدا کو بھی چاہنا اور گھٹیا دنیا کو بھی چاہنا یہ صرف ایک خیال ہے اور یہ ناممکن ہے اور پاگل پن ہے)''۔

لکھتے ہیں کہ:''یہاں میں چھ ماہ کے ارادے سے آیا تھا مگر یہاں آکر مَیں نے اپنے تمام معاملات پر غور کیا تو آخر یہی دل نے فتویٰ دیا کہ دنیا کے کام دین کے پیچھے لگ کر تو بن جاتے ہیں مگر جب دنیا کے پیچھے انسان لگتا ہے تو دنیا بھی ہاتھ نہیں آتی اور دین بھی برباد ہو جاتا ہے اور میں نے خوب غور کیا تو مَیں نے دیکھا کہ گیارہ سال میں نہ مَیں نے کچھ بنایا اور نہ میرے بھائی صاحبان نے کچھ بنایا۔ اور دن بدن ہم باوجود اس مایوسانہ حالت کے دین بھی برباد کر رہے ہیں۔ آخر یہ سمجھ کر کہ کار دنیا کسے تمام کرد ،کوٹلہ کو الوداع کہا اور مَیں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ مَیں ہجرت کرلوں۔ سو الحمدللہ میں بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ مَیں نے کوٹلہ سے ہجرت کر لی ہے اور شرعاً مہاجر پھر اپنے وطن واپس اپنے ارادہ سے نہیں آسکتا۔ یعنی اس کو گھر نہیں بنا سکتا۔ ویسے وہ مسافرانہ آئے تو آئے۔ پس اس حالت میں میرا آنا محال ہے۔ مَیں بڑی خوشی اور عمدہ حالت میں ہوں، ہم جس شمع کے پروانے ہیں اس سے الگ کس طرح ہو سکتے ہیں''۔ ..... (رفقائے احمد جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲۶-۱۲۹)

تو دیکھیں یہ تبدیلی ہے جو نواب صاحب میں پیدا ہوئی۔ پھر بعد میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد بھی بنے۔ ان کی نسل کو بھی چاہیے اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلیں جنہوں نے دنیا کو دین کی خاطر چھوڑ دیا اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔.....

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کا ذکرِ خیر

.........حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی مثال میں آخر پر دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''.....سب سے پہلے مَیں اپنے روحانی بھائی کا ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نورالدین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کا جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ (دینِ حق) کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں''۔ اتنی خدمت کرنے کے باوجود کتنا زبردست خراجِ تحسین ہے۔ ''ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصور سے ہی قدرتِ الٰہی

کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اور مَیں تجربے سے، نہ صرف حسن ظن سے، یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے'' اور بعد میں ادا کیا بھی۔ '' ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے مولوی حکیم نورالدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت واخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں۔

مولانا، مرشدنا، امامنا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عالی جناب! میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں۔ اور امام الزماں سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے۔ وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھیروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں۔ اور اسی راہ میں جان دوں۔ مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال ودولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے۔ اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔ (فتح...... ۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۵، ۳۶)

......پس یہ جو چند حالات میں نے بیان کئے ہیں کچھ ان بزرگوں کے خود بیان کردہ ہیں کچھ ان کے بارے میں دوسروں نے بیان کئے ہیں۔ کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ تمام واقعات تاریخ میں اس لئے محفوظ کئے گئے ہیں کہ ہمیں توجہ دلاتے رہیں کہ تمہارے بزرگ اپنی اصلاح نفس کرتے رہے ہیں اور اس طرح انہوں نے یہ معیار حاصل کئے ہیں۔ یا بیعت میں آنے کے بعد محبت واخلاص کے اور وفا کے یہ معیار دکھاتے رہے ہیں۔ تم بھی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو اپنے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلو تا کہ یہ آخرین کے اخلاص ووفا کا زمانہ تا قیامت چلتا رہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ چلتا رہنا ہے کیونکہ اسی مسیح محمدی کے ذریعہ (دین حق) کی شان وشوکت قائم رکھنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس کہیں ہمارے اپنے عمل اس برکت سے ہمیں محروم نہ کر دیں، بے فیض نہ کر دیں۔ پس قادیان کے رہنے والے بھی اور دنیا میں بسنے والے بھی تمام احمدیوں کو اس لحاظ سے ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ایمان واخلاص ووفا میں ہمیشہ مضبوطی عطا فرماتا چلا جائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۳ تا ۱۰ ؍فروری ۲۰۰۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

زیرِ نظر مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان ہونے والے شہ پارے پیش کئے جا رہے ہیں جن میں جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہوتی ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لا انتہا عشق کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مدیر

(مکرم شفیق احمد چچہ صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نَحَتُوْا لِلرَّسُوْلِ الْكَرِيْمِ بُهْتَانَاتٍ وَ أَضَلُّوْا خَلْقًا كَثِيْرًا بِتِلْكَ الْافْتِرَاءِ وَمَا اٰذٰى قَلْبِىْ شَيْءٌ كَاسْتِهْزَائِهِمْ فِىْ شَانِ الْمُصْطَفٰى. وَجَرْحِهِمْ فِىْ عِرْضِ خَيْرِ الْوَرٰى. وَوَاللّٰهِ لَوْ قُتِلَتْ جَمِيْعُ صِبْيَانِىْ وَ اَوْلَادِىْ وَ اَحْفَادِىْ بِاَعْيُنِىْ وَقُطِعَتْ اَيْدِىْ وَاَرْجُلِىْ وَ اُخْرِجَتِ الْحَدَقَةُ مِنْ عَيْنِىْ وَ اُبْعِدْتُ مِنْ كُلِّ مُرَادِىْ وَ اَوْنِىْ وَ اَرْنِىْ. مَا كَانَ عَلَىَّ اَشَقُّ مِنْ ذٰلِكَ رَبِّ انْظُرْ اِلَيْنَا وَاِلٰى مَا ابْتُلِيْنَا."

(آئینہ کمالات ...... روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

ترجمہ:۔" عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیرُ البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء سے نجات بخش"۔

(ترجمہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ماخوذ از سیرت طیبہ صفحہ 42,41)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملایک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے مراد انسانِ کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزّت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسانِ کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا اس ساری امانت کو جنابِ الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے جیسا کہ ہم مضمون حقیقتِ (......) میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160 تا 162)

> جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
>
> خاکم نثار کوچہ آلِ محمد است

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتی ہیں کیا اُن کو زندہ نبوت کہنا چاہیے جن کے سایہ سے ہم مردہ ہو جاتے ہیں یقیناً سمجھو کہ یہ سب مردے ہیں کیا مردہ کو مردہ روشنی بخش سکتا ہے۔ یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بت کی پرستش کرنا ہے۔...... ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی۔ کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اسکا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس

کے ساتھ ہوں گی۔"

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 83,82)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پھر بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے۔ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔............

اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطّر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زُلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی اِحیائے دِین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص مُحیِی کے تعیُّن ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے اِسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیِی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597 تا 599 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہمارے نبی ﷺ کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے، پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ رُوح

پھونک دی اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے ان میں اس قدر تبدیلی کر دی یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت ان کی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو ان سے ظہور میں نہیں آئی تھی اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا ان کے اندر سکونت پذیر ہوگیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو ان لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا۔ جو مکہ میں آنحضرت ﷺ کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اس کی آہ وزاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اس کو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں ،پس یہ نور ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی، ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہوگئی۔ مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی امت میں جو اس درجہ کی اصلاح وتقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دل سوزی امت کے لئے ان نبیوں میں نہیں تھی"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 102 تا 104 بقیہ حاشیہ)

"ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی (بیت) میں جو (بیت) مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے:۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِی فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ

مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

"یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔"

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ (بیت) میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کون سا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!"

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 28,27)

تاریخ کا ایک باب

مقامِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مقدمہ "ورتمان" کے فیصلے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے جذبات

مقدمہ ورتمان کا فیصلہ ہو گیا، اسی طرح ''سیر دوزخ'' کا مضمون لکھنے والا اور اس کا چھاپنے والا ایک سال اور چھ ماہ کیلئے قید کر دیا گیا۔ لوگ خوش ہو گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بہت سے لوگوں نے مبارک باد کے تار بھی دیئے مگر آپ نے فرمایا:-

''میرا دل غمگین ہے کیوں کہ میں اپنے آقا، اپنے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کی قیمت ایک سال کے جیل خانہ کو نہیں قرار دیتا۔ میں ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا۔ میں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا۔ میں دنیا کی موت کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا بلکہ میں اگلے پچھلے سب کفار کے قتل کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا کیونکہ میرے آقا کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے''۔

''کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقا دنیا کو جلانے کیلئے آیا تھا نہ کہ مارنے کیلئے، وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کیلئے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کیلئے، غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا کے اِحیاء میں ہے نہ اسکی موت میں پس میں اپنے نفس میں شرمندہ ہوں کہ اگر یہ دو شخص جو ایک قسم کی موت کا شکار ہوئے ہیں اور بدبختی کی مہر انہوں نے اپنے ماتھوں پر لگائی ہے اس صداقت پر اطلاع پاتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی تو کیوں گالیاں دے کر برباد ہوتے کیوں اس کے زندگی بخش جام کو پا کر اَبدی زندگی نہ پاتے اور اس صداقت کا ان تک نہ پہنچنا مسلمانوں کا قصور نہیں تو اور کس کا ہے۔ پس میں اپنے آقا سے شرمندہ ہوں کیوں کہ اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے۔ قانون ظاہری فتنہ کا علاج کرتا ہے نہ دل کا اور میرے لئے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض نکل کر اس کی جگہ آپ کی محبت قائم نہ ہو جائے''۔

(الفضل، 19 اگست 1927ء)

پانی اُبال کر پئیں

(مرسلہ: نظارت امور عامہ)

مکرم ناظر صاحب امور عامہ تحریر فرماتے ہیں:-

ربوہ میں یرقان کی بیماری کی بڑھتی ہوئی شکایات اور اس کے بارہ میں احتیاطی تدابیر کے حوالہ سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کی غرض سے رپورٹ بھجوائی گئی اس بارہ میں حضورِ انور کی طرف سے ارشاد موصول ہوا ہے کہ:-

"اللہ فضل فرمائے۔

پانی اُبال کر پینے کی طرف خاص توجہ"

حضورِ انور کے ارشاد کی روشنی میں احباب پانی اُبال کر پئیں۔تمام عہدیداران اپنے اپنے زیر انتظام اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور وقتاً فوقتاً اس کی تحریک کرتے رہیں۔

میری دعائیں ساری کریو قبول باری

ذیل میں قارئین خالد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان جماعت کے قبولیت دعا کے بعض واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔ مدیر

(مکرم حافظ مبشر احمد ڈار صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں تب اسی دن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 89)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''پانچواں نشان جوان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیاء موتی میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدرآباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ (کسولی سے جو جواب آیا اس کے الفاظ یہ تھے:

Sorry nothing can be done for Abdul Karim)

مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک برے رنگ میں اس کی موت شماتت اعداء کا موجب ہو گی۔ تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بے قراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اِذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آ گئی اور جب وہ توجہ انتہا کو پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی

سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہوگئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں، پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں انہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہئے چنانچہ میں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مردہ زندہ ہو گیا“

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 480-481)

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے آیئے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مریدوں کی دعاؤں کے چند نمونوں کا مطالعہ کریں۔

(رفقاء) احمد کی ایک روایت میں ذکر ملتا ہے:-

”1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ یہ دعا بارش کے بند ہونے کی کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بارش بند ہوگئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی“۔

((رفقاء) احمد جلد ہفتم صفحہ 71)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:-

”ایک روز آپ نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ میں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں۔ معلوم نہیں تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میڈل اسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا۔ اچھا ہم دعا کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں Base میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ میں ڈرا مگر چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ حد پار کر چکا تھا جس کے

عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار متصور ہوتا ہے کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ۔ صلح ہوگئی ہے اور لڑائی بند ہے۔ اس طرح حضور کی دعا سے میں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا ہے''۔

((رفقاء) احمد جلد سوم صفحہ 77)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی صاحب کی روایت ہے:-

''ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول اپنے مطب میں تشریف رکھتے تھے۔ خاکسار بھی وہاں ہی موجود تھا اتنے میں اتفاق سے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب والد حضرت (اماں جان) بھی تشریف لے آئے دونوں مقدسوں کے درمیان سلسلۂ کلام شروع ہوا۔ باتوں باتوں میں حضرت مولوی صاحب نے حضرت میر صاحب سے فرمایا۔ میر صاحب ایک بات آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت میر صاحب نے فرمایا: فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: میر صاحب آپ کو تو ہم جانتے ہی ہیں آپ بھی احمدیت سے پہلے اہل حدیث تھے اور ہم بھی لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ آپ کی لڑکی کو (حضرت) مسیح موعود جیسا شوہر مل گیا۔

اس کے جواب میں حضرت میر صاحب نے فرمایا: اصل بات تو اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کی ہے لیکن جب سے میری لڑکی پیدا ہوئی ہے میں نے کوئی نماز ایسی ادا نہیں کی جس میں اس کے لئے دعا نہ کی ہو کہ اللہ تیرے نزدیک جو شخص سب سے زیادہ موزوں و مناسب ہو اس کے ساتھ اس کا عقد ہو جائے۔ حضرت مولوی صاحب نے یہ جواب سن کر فرمایا۔ بس میں سمجھ گیا یہ کسی وقت کی دعا ہی ہے جس کا تیر نشانے پر لگا ہے''۔

(حیات نور صفحہ ۱۹۸)

حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے:-

''میرے ایک بنارس کے رہنے والے محسن مولوی عبدالرشید تھے انہوں نے میرے ساتھ بڑی نیکیاں کی ہیں وہ مراد آباد میں رہتے تھے ایک مرتبہ ایک مہمان عشاء کے بعد آ گیا۔ ان بنارسی بزرگ کے بیوی بچے نہ تھے بیت کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔ حیران ہوئے کہ اب اس مہمان کا کیا بندوبست کروں اور کس سے کہوں۔ انہوں نے مہمان سے کہا کہ آپ کھانا پکنے تک آرام کریں۔ وہ مہمان لیٹ گیا اور سو گیا۔ انہوں نے وضو کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر یہ دعا پڑھنی شروع کی اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ. اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔ جب اتنی دیر گذری کہ جتنی دیر میں کھانا پک سکتا ہے اور یہ برابر دعا پڑھنے میں مصروف تھے کہ ایک آدمی نے باہر سے آواز دی کہ حضرات میرا ہاتھ جلتا ہے جلدی آؤ۔ یہ اٹھے ایک شخص تانبے کی رکابی میں گرم گرم پلاؤ لئے ہوئے آیا۔ انہوں نے لے لیا۔ اور مہمان کو اٹھا کر کھلایا۔ وہ حجرہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اس رکابی کا کوئی مالک نہ نکلا۔ وہ تانبے کی رکابی رکھی رہتی تھی اور وہ کہا کرتے تھے جس کی رکابی ہو لے جائے لیکن کوئی اس کا مالک پیدا نہ ہوا''۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۱۷-۲۱۶ حیات نور صفحہ ۲۶)

حضرت حافظ روشن علی صاحب فرماتے ہیں:-

''ایک دن میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا سبق کی انتظار میں بیٹھے بیٹھے کھانے کا وقت گذر گیا حتیٰ کہ ہمارا حدیث کا سبق شروع ہو گیا میں اپنی بھوک کی پروا نہ کر کے سبق میں مصروف ہو گیا درآنحالیکہ میں بخوبی سبق پڑھنے

والے طالب علم کی آواز سن رہا تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ یکا یک سبق کی آواز مدھم ہوتی گئی اور میرے کان اور آنکھیں جو بیداری کے سننے اور دیکھنے سے رہ گئے۔ اس حالت میں میرے سامنے کسی نے تازہ بتازہ تیار ہوا میرا کھانا لا رکھا۔ گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ میں خوب مزے لے لے کر کھانے لگ گیا جب میں سیر ہوگیا تو میری یہ حالت منتقل ہوگئی اور پھر مجھے سبق کی آواز سنائی دینے لگ گیا۔ مگر اس وقت تک بھی میرے منہ میں کھانے کی لذت موجود تھی اور میرے پیٹ میں سیری کی طرح ثقل محسوس ہوتا تھا اور سچ سچ جس طرح کھانا کھانے سے تازگی ہوجاتی ہے وہی تازگی اور سیری مجھے میسر تھی حالانکہ نہ میں کہیں گیا اور نہ کسی اور نے مجھے کھانا کھاتے دیکھا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۂ اول نے فرمایا میں نے خود ان باتوں کا بڑا تجربہ کیا ہے‘‘۔

(کلام امیر صفحہ ۴۹-۵۰ حیات نور صفحہ ۲۹۰)

مکرم صوبیدار محمد نصیب صاحب جو سنگاپور میں جنگی قیدی رہے مکرم مولوی غلام حسین ایاز صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:-

جب انگریز واپس آنے لگے اور دونوں طرف سے گولہ باری ہورہی تھی تو ایک گولہ کے پھٹنے سے محلہ میں آگ لگ گئی اور آگ نے بڑھتے بڑھتے شہر میں جماعت کے گھروں کے قریب آنا شروع کر دیا جس سرعت کے ساتھ آگ پھیلتی جارہی تھی اور جس قدر آگ قریب آتی جارہی تھی اسے دیکھ کر احباب جماعت پریشان تھے مولوی صاحب کے مکان کے پاس لکڑیاں جل پڑی تھیں خیال تھا کہ سامان نکالنا بھی مشکل ہے۔ اس وقت تو آدمیوں نے سامان نکالنا چاہا تو مولوی صاحب نے منع کر دیا اور کہا فکر نہ کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے ’’آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے‘‘۔ آگ انجمن احمدیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کمزور اور بے بس بندوں کی آواز کو سنا اور ان کی دعا کو قبول فرمایا مولوی صاحب کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ فوراً آگ نے پلٹا کھایا اور بیچ میں سے چند مکان چھوڑ کر انجمن کے آگے پیچھے کے مکانوں کو جلا کر راکھ کر دیا اور جماعت کی برکت کے ساتھ کے مکان بھی بچ گئے۔

(الفضل ۶ فروری ۴۶ء)

مکرم مولانا محمد صادق صاحب ساٹری مرحوم مولانا رحمت علی صاحب مرحوم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

’’پاڈانگ کے ایک درزی دوست نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ مولانا رحمت علی صاحب اس کی دکان پر ایک عیسائی سے تبادلۂ خیالات کر رہے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور اس علاقہ میں جب ایسی بارش شروع ہو تو گھنٹوں برستی چلی جاتی ہے۔ پادری نے للکار کر کہا کہ اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو ذرا اپنے خدا سے کہو کہ اس موسلا دھار بارش کو بند کردے اس کا یہ مطالبہ کرنا تھا کہ مولانا نے کہا اے بارش خدا کے حکم سے تھم جا۔ راوی کہتا ہے کہ چند منٹ میں ہی وہ بارش تھم گئی‘‘۔

(الفضل ۹ ردسمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۵)

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں۔

’’ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو مجھ پر ابتداء میں حسن ظن تھا بلکہ قبولیت دعا کے متعدد واقعات دیکھ کر ان کی اہلیہ صاحبہ بھی جو شیعہ مذہب رکھتی تھیں مجھ پر حسن ظنی کرتی تھیں اور اکثر دعا کے لئے کہتی تھیں۔ ایک دفعہ ان کا چھوٹا لڑکا بشیر حسین بعمر چھ سات سال سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب خود بھی خاص توجہ سے اس کا علاج کرتے اور دوسرے ماہر ڈاکٹروں اور طبیبوں سے بھی اس کے علاج کے لئے مشورہ کرتے تھے لیکن بچے کی بیماری دن دن بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن اس کی حالت اس قدر نازک ہوگئی کہ ڈاکٹر صاحب اس کی صحت سے بالکل مایوس ہوگئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کا وقت نزاع آپہنچا ہے گورکنوں کو قبر کھودنے کے لئے کہنے کے واسطے اور دوسرے انتظامات کے لئے باہر چلے گئے۔

اس نازک حالت میں ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بڑے عجز و انکسار سے اور چشم اشکبار سے مجھے بچہ کے لئے دعا کے واسطے کہا۔ میں ان کے الحاح اور عاجزی سے بہت متاثر ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بعض رشتہ دار عورتیں اندر بشیر کی مایوس کن حالت کے پیش نظر اظہار غم و الم کر رہی ہیں۔

میں نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ آپ سب بشیر کی چارپائی کے پاس سے دوسرے کمرے میں چلی جائیں اور بجائے رونے کے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا میں لگ جائیں۔ اور بشیر حسین کی چارپائی کے پاس جائے نماز بچھا دی جائے تا میں نماز میں اور دعا میں مشغول ہو جاؤں۔ والدہ صاحبہ بشیر حسین نے اس کی تعمیل کی۔ مجھے اس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بیان فرمودہ قبولیت دعا کا گُر یاد آگیا۔ اور کمرہ سے باہر نکل کر گیا تو اِلی سڑک کے کنارے جا کھڑا ہوا۔ اور ضعیف اور بوڑھی غریب عورت کو جو وہاں سے گذر رہی تھی۔ آواز دے کر بلایا۔ اور اس کی جھولی میں ایک روپیہ ڈالتے ہوئے اسے صدقہ کو قبول کرنے اور مریض کے لئے جن کے واسطے صدقہ دیا تھا۔ دعا کرنے کے لئے درخواست کی۔ اس کے بعد میں فوراً مریض کے کمرہ میں واپس آکر نماز و دعا میں مشغول ہوگیا۔ اور سورۃ فاتحہ کے لفظ لفظ کو خدا تعالیٰ کی خاص توفیق سے حصول شفاء کے لئے رقت اور تضرع سے پڑھا۔ اس وقت میری آنکھیں اشکبار اور دل رقت اور جوش سے بھرا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ ہی مجھے محسوس ہورہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمانہ کا جلوہ ضرور دکھائے گا۔ پہلی رکعت میں مَیں نے سورۃ یٰسین پڑھی اور رکوع و سجود میں بھی دعا کرتا رہا۔ جب میں ابھی سجدہ میں ہی تھا کہ بشیر حسین چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میرے شاہ جی کہاں ہیں؟ میری اماں کہاں ہے؟ میں نے اس کی آواز سے سمجھ لیا کہ دعا کا تیر نشانے پر لگ چکا ہے اور باقی نماز اختصار سے پڑھ کر سلام پھیرا۔ میں نے بشیر حسین سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے پانی پینا ہے۔ اتنے میں بشیر کی والدہ آئیں اور کمرے کے باہر سے ہی کہنے لگیں کہ مولوی صاحب آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اندر آئیں۔ دیکھیں۔ جب وہ پردہ کر کے کمرہ میں آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ عزیز بشیر چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگ رہا ہے۔ تب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور بچے کو پانی پلایا۔

ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بھی آگئے اور یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے‘‘۔

(حیات قدسی جلد پنجم صفحہ ۳۱ تا ۳۲)

کچھ مزا نہیں ملتا

یوں تو دنیا میں کیا نہیں ملتا
پر دلِ باصفا نہیں ملتا

اور سب کچھ ملے ہے دنیا میں
لیکن اک آشنا نہیں ملتا

دلِ دیوانہ رات سے گم ہے
کہیں اس کا پتا نہیں ملتا

شیخ کلبے سے اُٹھ نکل باہر
گھر میں بیٹھے خدا نہیں ملتا

درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
یہ بھی قسمت سوا نہیں ملتا

بت پرستی سے باز آ، اے دل
بت کے پوجے خدا نہیں ملتا

جان میری! مجھے غنیمت جان
عاشق باوفا نہیں ملتا

جب زمیں پر قدم رکھے ہے وہ شوخ
خاک میں دل مرا نہیں ملتا

بن نمک چھڑکے زخم سینے کے
مصحفیؔ کچھ مزا نہیں ملتا

(غلام ہمدانی مصحفیؔ)

"امن است در مکانِ محبت سرائے ما"

بیسویں صدی میں زلزلے اور جنگیں

(مکرم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

چنانچہ اس الہام کی روشنی میں آپ نے دنیا کو تنبیہ فرمائی کہ وہ آپ کے انکار کے نتیجہ میں سخت زلازل، بیماریوں اور جنگوں کا شکار ہو جائے گی۔ سخت آفات اور خون کی ندیاں بہہ نکلیں گی۔ یہ اس لئے نہیں ہوگا کہ آپ کی آمد دنیا کے لئے مشکلات پیدا کرے گی بلکہ آپ کے انکار کے نتیجہ میں یہ سب کچھ ہوگا۔ ورنہ آپ تو امن وسلامتی کے شہزادہ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"امن است در مکانِ محبت سرائے ما"

لیکن جیسا کہ اس سے قبل مامورین کے ساتھ یہی سلوک ہوتا آیا ہے مخالفین نے آپ کی ان پیش خبریوں کا بھی مذاق اڑایا اور قطعاً توجہ نہ کی۔ اور کہا گیا کہ زلزلے تو زمین پر آتے رہتے ہیں اور بیماریاں بھی پھیلتی ہیں۔ اس سے آپ کی صداقت کس طرح ثابت ہوتی ہے۔ مگر وہ قادر مطلق جس نے آپ پر یہ سب باتیں ظاہر فرمائی تھیں۔ بیسویں صدی کے انسان کا یہ رویہ دیکھ کر بار بار اپنے قہری نشانوں سے آپ کی مدد کرتا رہا۔ اور یہ وہ صدی ہے جس میں آنے والی تباہیاں خواہ زلازل کی شکل میں ہوں۔ بیماریوں کی شکل میں ہوں یا جنگوں کی شکل میں گزشتہ تمام تاریخ عالم سے ممتاز نظر آتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے نشان کے طور پر زلزلے آنے کی پیشگوئی کے حوالے سے تحریر فرمایا:۔

"اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آوے گی۔ اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے۔ دیکھو انجیل متی باب 24"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 155)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھنا چاہیے کہ کیا ان ہر سہ اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شائع کئے ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے جس میں کوئی امر خارق عادت نہیں۔ اگر درحقیقت ایسا ہے تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 155-156)

"**عفت الدیار محلها و مقامها** ۔ یعنی اس ملک کا ایک حصہ مٹ جائے گا۔ اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہ ہیں اور وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہ ہیں۔ دونوں نابود ہو جائیں گی۔ ان کا نام و نشان نہیں رہے گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 156)

اس ضمن میں مزید فرمایا:

"خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے۔ اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیے جس کی طرف سورۃ اذا زلزلت اشارہ کرتی ہے۔ لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اسی صورت میں میں کاذب ٹھہروں گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 151)

اپنی ایک نظم میں بھی اس تباہی کی پیشگوئی کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر و مرغزار

پھر فرمایا:۔

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے یہ نہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار
وحی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار
یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

1904ء اور 1905ء میں دنیا کو ہلا دینے والی ان عظیم الشان تنبیہات کے بعد اب دیکھتے ہیں کہ دنیا پر کیا بیت رہی ہے۔ 1904ء میں **عفت الدیار محلها و مقامها** کی پیشگوئی کی گئی اور 4/اپریل 1905ء کو کانگڑہ میں شدید زلزلہ آیا جس سے بعض سینکڑوں سال پرانی عمارات اور مندر منہدم ہو گئے۔

زلازل کی یہ پیشگوئیاں صرف یہاں تک ہی محدود نہیں رہیں بلکہ جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا۔ نہ صرف زلازل بلکہ جنگوں اور بیماریوں سے بھی بیسویں صدی بھری پڑی ہے۔

ہمارے ایک دوست NASA لیبارٹریز میں تحقیق کا کام کرتے ہیں۔ ان سے درخواست کی گئی تو انہوں نے دنیا میں آنے والوں زلزلوں کا ایک تفصیلی جائزہ بھجوایا جو یونائیٹڈ سٹیٹس جیولوجیکل سروے۔ یو۔ایس نیشنل ارتھ کوئیک انفارمیشن سنٹر ناسا کے شکریہ کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ دنیا میں ہر سال بے شمار زلزلے آتے ہیں بہت ہی بڑی طاقت کے زلزلے

ریکٹر سکیل (Richter Scale) پر 8.0 تا 9.9 تک ہوتے ہیں۔ ایسے زلازل ایک آدھ دفعہ سالانہ آتے ہیں۔ 7.0 تا 7.9 کی سکیل کے زلازل پندرہ بیس تک سالانہ اور 6.0 تا 6.9 تک کی طاقت کے زلزلے ڈیڑھ دوسو تک سالانہ آتے ہیں۔ جب کہ اس سے کم طاقت کے زلزلے لاکھوں دفعہ سالانہ دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں آتے رہتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے بیسویں صدی دیگر صدیوں سے ممتاز نہیں ہے۔ البتہ جو جائزہ انسانی تباہی کے حوالے سے سامنے آیا وہ نہایت فکر انگیز ہے۔ ایسے زلزلوں کی فہرست بھی شائع شدہ ہے جو انسانی زندگی کے لحاظ سے نہایت تباہ کن شمار کئے جاتے ہیں۔ اور یہ فہرست 856ء سے لے کر 26 دسمبر 2004ء انڈونیشیا کے زلزلے تک مکمل ہے۔

اس جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ گیارہ صدیوں میں کل بائیس زلزلے ایسے آئے جن میں پچاس ہزار سے زائد اموات ہوئیں اور ان میں گیارہ زلزلے گزشتہ ایک ہزار سال میں آئے اور گیارہ بیسویں صدی میں آئے۔ ان میں سے 10 زلزلوں میں ایک لاکھ سے زیادہ اموات ہوئیں۔ ان 10 میں سے 5 زلزلے تو سات صدیوں میں آئے مگر باقی 5 صرف بیسویں صدی میں آئے ہیں۔

اس جائزے کی رو سے دنیا کے خطرناک ترین زلزلوں کا چارٹ ذیل میں درج ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	جگہ	اموات
1	22 دسمبر 856ء	ایران	200000
2	23 مارچ 893ء	ایران	150000
3	9 اگست 1138ء	شام	230000
4	1268ء	ایشیا مائنر	60000
5	ستمبر 1290ء	چین	100000
6	23 جنوری 1556ء	چین	830000
7	نومبر 1667ء	کاکیشیا	80000
8	11 جنوری 1693ء	سسلی	66000
9	18 نومبر 1727ء	ایران	77000
10	یکم نومبر 1755ء	پرتگال	70000
11	4 فروری 1783ء	اٹلی	50000
12	28 دسمبر 1908ء	اٹلی	70000 تا 100000
13	16 دسمبر 1920ء	چین	200000
14	یکم ستمبر 1923ء	جاپان	143000
15	22 مئی 1927ء	چین	200000
16	25 دسمبر 1932ء	چین	70000
17	30 مئی 1935ء	کوئٹہ	30000 تا 60000
18	5 اکتوبر 1948ء	ترکمانستان	110000
19	31 مئی 1970ء	پیرو	66000
20	27 جولائی 1976ء	چین	255000
21	20 جون 1990ء	ایران	50000
22	26 دسمبر 2004ء	سماٹرا۔انڈونیشیا	283106

نوٹ: انڈونیشیا میں 26 دسمبر 2004ء کو آنے والے اس زلزلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک

تبصرہ کی صداقت نمایاں طور پر پوری کردی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

بظاہر اس شعر میں زلزلہ اور سیلاب کا ذکر علیحدہ علیحدہ لگتا ہے۔ لیکن اس زلزلے کے نتیجہ میں آنے والی سمندری لہروں کی وجہ سے ہونے والی تباہی زلزلہ کی بجائے سیلاب کے نتیجہ میں آئی۔

اس زلزلہ میں زمین واقعی زیر و زبر ہوگئی کیونکہ کرۂ ارض پر اس کا اتنا اثر پڑا کہ ہمارا دن تین مائیکرو سیکنڈ چھوٹا ہوگیا ہے اور کئی جزائر اپنے مقام سے کئی فٹ ہٹ گئے۔

بعض دانشور اور مدبرین یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ دنیا کی آبادی بڑھ گئی ہے اس لئے اموات کی شرح زیادہ ہے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اٹھارویں صدی میں تین ایسے زلزلے ہیں جن میں اموات پچاس ہزار سے زائد ہوئیں۔ انیسویں صدی میں آبادی اٹھارویں صدی کے بالمقابل خاصی بڑھ چکی تھی لیکن ایک زلزلہ بھی ریکارڈ میں نہیں جس سے اتنی تباہی ہوئی ہو۔ جب کہ بیسویں صدی کے آغاز سے ہی ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ گیارہ زلازل نے یکے بعد دیگرے بنی نوع انسان کو تنبیہ کی غرض سے ہلا کر رکھ دیا۔

بات صرف یہیں ختم نہیں ہوتی۔ حضور علیہ السلام نے صرف ظاہراً زلزلے کا لفظ ہی استعمال نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا:-

''لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار''

چنانچہ زلزلوں کے علاوہ وسیع پیمانہ پر جنگیں جن میں انسانی خون کی ہولی کھیلی گئی اس صدی کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ سب سے پہلے تو جنگ عظیم اوّل جس میں حضور کی یہ پیشگوئی کہ

''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی ہوگا با حال زار''

بڑی شان سے پوری ہوئی۔ پھر دوسری جنگ عظیم جس میں ایٹم بم کے استعمال سے

یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

کا خوفناک نظارہ دنیا نے ملاحظہ کیا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک جائزہ گزشتہ دنوں ایک رسالہ ''نوائے انسان'' ستمبر 2004ء میں شائع ہوا ہے جس میں بیسویں صدی کے خونریز ترین واقعات کا ذکر ہے۔ یہ تاریخی اٹلس ازمیتھیو وائٹ 2001ء میں شائع شدہ ہے۔

بیسویں صدی کے دوران خونریز ترین واقعات

1935-45ء۔ اموات 5 کروڑ

دوسری عالمی جنگ ان میں سے سٹالن کے دور میں قتل و غارت کی کچھ تعداد، چین، جاپان کی جنگ اور یہودی نسل کشی کے واقعات بھی شامل ہیں تاہم جنگ کے بعد جرمن انخلا کے واقعات شامل نہیں کئے گئے۔

1949-76ء۔ اموات 4 کروڑ

چین: ماؤزے تنگ کا دور (بشمول قحط میں اموات)

1924-53ء۔ اموات 2 کروڑ

سوویت یونین۔ سٹالن کا دور حکومت (دوسری عالمی جنگ کے مظالم بھی شامل ہیں)

1914-18۔ اموات 1 کروڑ 50 لاکھ

پہلی عالمی جنگ

1917-37ء۔ اموات 40 لاکھ

چین: جنگجو راہنماؤں اور قوم پرستوں کا دور

1900-08ء اموات 30 لاکھ

کانگو کی آزاد ریاست کے لئے جدوجہد

1950-53ء اموات 28 لاکھ

کوریا جنگ

1960-75ء اموات 27 لاکھ

ہندچین کی دوسری جنگ (بشمول لاؤس اور کمبوڈیا)

1945-49ء۔ اموات 25 لاکھ

چین کی خانہ جنگی

1983ء۔ اموات 19 لاکھ

سوڈان کی دوسری خانہ جنگی

1998ء۔ اموات 17 لاکھ

کانگو کی خانہ جنگی

1975-79ء۔ اموات 16 لاکھ 50 ہزار

کمبوڈیا: کھمر روج دور حکومت

1980ء۔ اموات 14 لاکھ

افغانستان کی خانہ جنگی

1962-92ء۔ اموات 14 لاکھ

ایتھوپیا کی خانہ جنگی

1910-20ء۔ اموات 12 لاکھ 50 ہزار

میکسیکو کا انقلاب

1971ء۔ اموات 12 لاکھ 50 ہزار

مشرقی پاکستان۔ قتل عام

1980-88ء۔ اموات 10 لاکھ

ایران، عراق جنگ

1967-70ء اموات 10 لاکھ

نائجیریا: بیافرا کی بغاوت

1976-92ء اموات 8 لاکھ

موزمبیق: خانہ جنگی

1994ء۔ اموات 8 لاکھ

روانڈا کا قتل عام

1954-62ء۔ اموات 6 لاکھ 75 ہزار

فرانس۔ الجزائر کی جنگ

1945-54ء۔ اموات 6 لاکھ

ہندچینی کی پہلی جنگ

1975-94ء۔ اموات 6 لاکھ

انگولا کی خانہ جنگی

1965-67ء۔ اموات 5 لاکھ

انڈونیشیا: کمیونسٹوں کا قتل عام

1947ء۔ اموات 5 لاکھ

بھارت۔ پاکستان کی تقسیم

1955-72ء۔ اموات 5 لاکھ

سوڈان کی پہلی خانہ جنگی

1900-99ء۔ اموات 5 لاکھ

ایمزون کے انڈین باشندوں کی زوال

1936-39ء۔ اموات 3 لاکھ 65 ہزار

سپین کی خانہ جنگی

1991ء۔ اموات 3 لاکھ 50 ہزار

صومالیہ: طوائف الملوکی

(32)1948۔ اموات 4 لاکھ

شمالی کوریا۔ کمیونسٹ دور حکومت

بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ زور آور حملوں کا سلسلہ جاری رہا اور جاری ہے۔

مورخہ 8/اکتوبر 2005ء کی صبح 8:50 پاکستان اور ہندوستان میں نہایت تباہ کن زلزلہ آیا جس کی شدت ریکٹر

سکیل پر 7.6 بتائی گئی جس کے نتیجے میں ایک لاکھ سے زیادہ اموات ہوئیں اور 3 ملین سے لے کر 4 ملین تک افراد متاثر ہوئے۔

اسی طرح زلزلوں اور جنگوں کے ساتھ بیماریوں کا سلسلہ بھی عجیب رنگ اختیار کرتا گیا۔ یہ وہ صدی ہے جب مغربی اقوام نے طبی دنیا میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کی اور یہ سمجھا گیا کہ اب انسان کسی بھی بیماری سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ مگر بیماریوں نے نئی نوعیت اختیار کرلی ہے۔ پہلے لوگ ہیضہ کی وبا سے مرتے تھے۔ اب دل کی بیماریوں اور کینسر نے جڑ پکڑلی۔ مگر وبائی امراض بھی اپنی جگہ اپنا حصہ وصول کررہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پہلو سے بھی مغربی دنیا کو متنبہ فرمایا تھا کہ:

مورخہ 13 رمارچ 1907ء کو الہام یہ ہوا کہ:

''یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت سخت ہوگی''۔

(تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم 2004ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام زلزلوں اور عذابوں کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

''یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 269۔ روحانی خزائن جلد 22)

لیکن دنیا نے کان نہ دھرے اور اب ایڈز کی شکل میں ایک ایسی خطرناک وبا کا سامنا ہے جس سے فرار کی فی الوقت تو کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور صرف ایڈز ہی نہیں دیگر وبائی امراض بھی دوبارہ نئے طریق سے حملہ آور ہورہی ہیں اور نئی نئی ادویات کے خلاف یہ بیماریاں مدافعانہ قوت حاصل کرکے بنی نوع انسان کو ایک نئے خطرے سے دوچار کررہی ہیں۔ لیکن شاید دنیا اس وقت تک کان نہ دھرے جب تک ان پے درپے آنے والی آفات سے بچلی نہ جائے۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

سبق آموز واقعات

(مرتبہ مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب)

لڈو اور حضرت مظہر جان جاناں

اگر انسان اپنے دل میں شکر گذاری کا جذبہ پیدا کرے تو اسے عالم کا ذرہ ذرہ اپنا محسن دکھائی دیتا ہے اور چونکہ عالم کا ہر ذرہ خدا تعالیٰ کے احسان کے نیچے ہے اس لئے اسے خدا ہی اپنا محسن حقیقی نظر آتا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ دلّی کے ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں لڈو بہت پسند تھے۔ دلی میں بالائی کے لڈو بنتے ہیں جو بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی شخص بالائی کے دو لڈو ان کے پاس ہدیۃً لایا۔ ان کے ایک شاگرد غلام علی شاہ بھی اس وقت پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے وہ دونوں لڈو ان کو دے دیئے۔ بالائی کے لڈو بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اخروٹ کے برابر بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ ہی وہ دونوں لڈو اٹھائے اور منہ میں ڈال لئے۔ جب وہ کھا چکے تو حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ میاں غلام علی! معلوم ہوتا ہے تم کو لڈو کھانے نہیں آتے۔ وہ اس وقت تو خاموش ہو گئے مگر کچھ دنوں کے بعد ان سے کہنے لگے حضور مجھے لڈو کھانے سکھا دیجئے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے کہا کہ اگر اب کسی دن لڈو آئیں تو مجھے بتانا۔ میں تمہیں لڈو کھانا سکھا دوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر کوئی شخص ان کے لئے بالائی کے لڈو لایا۔ میاں غلام علی صاحب کہنے لگے۔ حضور! آپ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ میں تمہیں لڈو کھانا سکھا دوں گا۔ آج اتفاقاً پھر لڈو آ گئے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ لڈو کس طرح کھائے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنا رومال نکالا۔ اور اس پر وہ لڈو رکھ کر ایک لڈو سے ذرہ سا ٹکڑہ توڑ کر اپنے منہ میں ڈالا اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگ گئے۔ پھر فرمانے لگے۔ واہ مظہر جان جاناںؒ تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگ گئے اور اپنے شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میاں غلام علی۔ یہ لڈو کن کن چیزوں سے بنتا ہے۔ انہوں نے چیزوں کے نام گنانے شروع کر دیئے کہ اس میں کچھ بالائی ہے، کچھ میٹھا ہے، کچھ میدہ ہے۔ یہ سن کر انہوں نے پھر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اور فرمایا۔ میاں غلام علی۔ تمہیں پتہ ہے یہ میٹھا جو اس لڈو میں پڑا ہے کس طرح بنا۔ انہوں نے بتایا کہ زمیندار نے پہلے گنا بویا۔ پھر بیلنے میں اس کو پیلا۔ پھر رس تیار ہوئی اور اس سے شکر بنائی گئی۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ فرمانے لگے۔ دیکھو وہ زمیندار جس نے نیشکر کو بویا تھا وہ کس طرح اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے کھیتوں میں گیا اس نے ہل چلایا۔ کھیتوں کو پانی دیا اور ایک لمبے عرصہ تک محنت و مشقت برداشت کرتا رہا۔ صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھا لے۔ یہ کہہ کر وہ پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے۔ چھ ماہ زمیندار اپنے کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر کس محنت سے اس نے نیشکر کو پیلا۔ اس سے رس نکالی اور پھر آگ جلا کر کتنی دفعہ وہ اس دنیا کے دوزخ میں گیا۔ محض اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھا لے۔ اس کے بعد انہوں نے اسی طرح میدہ اور بالائی کے متعلق تفاصیل بیان کرنی شروع کر دیں کہ کس طرح ہزاروں آدمی دن رات ان کاموں میں مشغول رہے۔ انہوں نے اپنی صحت کی پرواہ نہ کی۔ انہوں نے اپنے آرام کو نہ دیکھا انہوں نے اپنی آسائش کو نظر انداز کر دیا اور یہ سارے کام خدا تعالیٰ نے ان سے محض اس لئے کرائے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھا لے۔ یہ کہہ کر ان پر پھر ربودگی کی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگ گئے۔ اتنے میں عصر کا وقت آ گیا اور وہ اٹھ کر نماز کیلئے چلے گئے اور لڈو اسی طرح پڑا رہا۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۔۱۹)

تمہارا کتا مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتا......

قصہ مشہور ہے کہ کوئی بزرگ تھے ان کے پاس ایک دفعہ ایک طالب علم آیا جو دینی علوم سیکھتا رہا۔ کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد جب وہ اپنے وطن واپس جانے لگا تو وہ بزرگ اس سے کہنے لگے میاں ایک بات بتاتے جاؤ وہ کہنے لگا دریافت کیجئے میں بتانے کیلئے تیار ہوں وہ کہنے لگے اچھا یہ تو بتاؤ کیا تمہارے ہاں شیطان بھی ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا حضور شیطان کہاں نہیں ہوتا۔ شیطان تو ہر جگہ ہوتا ہے انہوں نے کہا اچھا جب تم نے خدا تعالیٰ سے دوستی لگانی چاہی اور شیطان نے تمہیں ورغلا دیا تو تم کیا کرو گے اس نے کہا میں شیطان کا مقابلہ کروں گا کہنے لگے فرض کرو تم نے شیطان کا مقابلہ کیا اور وہ بھاگ گیا لیکن پھر تم نے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے جدوجہد کی اور پھر تمہیں شیطان نے روک لیا تو کیا کرو گے۔ اس نے کہا میں پھر مقابلہ کروں گا وہ کہنے لگے اچھا مان لیا تم نے دوسری دفعہ بھی اسے بھگا دیا۔ لیکن اگر تیسری دفعہ وہ پھر تم پر حملہ آور ہو گیا اور اس نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف بڑھنے نہ دیا تو کیا کرو گے وہ کچھ حیران سا ہو گیا مگر کہنے لگا میرے پاس سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ میں پھر اس کا مقابلہ کروں وہ کہنے لگے اگر ساری عمر تم شیطان سے مقابلہ ہی کرتے رہو گے تو خدا تک کب پہنچو گے۔ وہ لاجواب ہو کر خاموش ہو گیا۔ اس پر اس بزرگ نے کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ اگر تم اپنے کسی دوست سے ملنے جاؤ اور اس نے ایک کتا بطور پہرہ دار رکھا ہوا ہو اور جب تم اس کے دروازہ پر پہنچنے لگو تو وہ تمہاری ایڑی پکڑ لے تو تم کیا کرو گے وہ کہنے لگا کتے کو مارونگا اور کیا کرونگا وہ کہنے لگے فرض کرو تم نے اسے مارا اور وہ ہٹ گیا۔ لیکن اگر دوبارہ تم نے اس دوست سے ملنے کے لئے اپنا قدم آگے بڑھایا اور پھر اس نے تمہیں آ پکڑا تو کیا کرو گے۔ وہ کہنے لگا میں پھر ڈنڈا اٹھاؤں گا اور اسے ماروں گا۔ انہوں نے کہا اچھا تیسری بار پھر وہ تم پر حملہ آور ہو گیا تو تم کیا کرو گے وہ کہنے لگا اگر وہ کسی طرح باز نہ آیا تو میں اپنے دوست کو آواز دوں گا کہ ذرا باہر نکلنا۔ یہ تمہارا کتا مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ اسے سنبھال لو وہ کہنے لگے بس یہی گر شیطان کے مقابلہ میں بھی اختیار کرنا اور جب تم اس کی تدابیر سے بچ نہ سکو تو خدا سے یہی کہنا کہ وہ اپنے کتے کو روکے اور تمہیں اپنے قرب میں بڑھنے دے۔......تم اس کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑ لیتے جس کے قبضہ قدرت میں یہ تمام چیزیں ہیں اگر تم اس سے دوستی لگا لو تو تمہیں ان چیزوں کا کوئی خطرہ نہ رہے اور ہر تباہی اور مصیبت سے بچے رہو۔ یہ علاج ہے جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔

(سیر روحانی جلد اول صفحہ ۶۶۔۶۷)

نرگدا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ دو قسم کے گداگر ہوتے ہیں ایک وہ جو دروازے پر آ کر مانگنے کے لئے جب آواز دیتے ہیں تو کچھ لئے بغیر نہیں ٹلتے۔ ان کو نرگدا کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو آ کر آواز دیتے ہیں اگر کوئی دینے سے انکار کر دے تو اگلے دروازے پر چلے جاتے ہیں ان کو خرگدا کہتے ہیں۔ آپ فرماتے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور خرگدا نہیں بننا چاہئے۔ بلکہ نرگدا ہونا چاہئے اور اس وقت تک خدا کی درگاہ سے نہیں ہٹنا چاہئے جب تک کچھ مل نہ چکے۔ اس طرح کرنے سے اگر دعا قبول نہ بھی ہوتی ہو تو خدا تعالیٰ کسی اور ذریعہ سے ہی نفع پہنچا دیتا ہے پس دوسرا گر دعا کے قبول کروانے کا یہ ہے کہ انسان نرگدا بنے نہ کہ خرگدا۔ اور سمجھ لے کہ کچھ لے کر ہی ہٹنا ہے خواہ پچاس سال ہی کیوں نہ دعا کرتا رہے یہی یقین رکھے کہ خدا میری دعا ضرور سنے گا۔ یہ خیال بھی اپنے دل میں نہ آنے دے کہ نہیں سنے گا اگرچہ جس کام یا مقصد کے لئے وہ دعا کرتا ہو وہ بظاہر ختم شدہ ہی کیوں نہ نظر آئے پھر بھی دعا کرتا ہی جائے۔

لکھا ہے ایک بزرگ ہر روز دعا مانگا کرتے تھے ایک دن جبکہ وہ دعا مانگ رہے تھے ان کا ایک مرید آ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اس وقت ان کو الہام ہوا جو اس مرید کو بھی سنائی دیا۔ لیکن وہ ادب کی خاطر چپکا ہو رہا۔ اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ دوسرے دن پھر جب انہوں نے دعا مانگنی شروع کی تو وہی الہام ہوا جسے اس مرید نے بھی سنا۔ اس دن بھی وہ چپ رہا۔ تیسرے دن پھر وہی الہام ہوا، اس دن اس سے نہ رہا گیا اس لئے اس بزرگ کو کہنے لگا کہ آج تیسرا دن ہے کہ میں سنتا ہوں ہر روز آپ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے تو پھر آپ کیوں کرتے ہیں۔ جانے دیں۔ انہوں نے کہا۔ نادان! تو صرف تین دن خدا کی طرف سے یہ الہام سن کر گھبرا گیا ہے اور کہتا ہے کہ جانے دو۔ دعا ہی نہ کرو۔ مگر مجھے تیس سال ہوئے ہیں یہی الہام سنتے، لیکن میں نہیں گھبرایا اور نہ ناامید ہوا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا کام قبول کرنا ہے اور میرا کام دعا مانگنا۔ تو خواہ مخواہ دخل دینے والا کون ہے؟ وہ اپنا کام کر رہا ہے میں اپنا کر رہا ہوں۔ لکھا ہے۔ دوسرے ہی دن الہام ہوا کہ تم نے تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی تھیں ہم نے وہ سب قبول کر لی ہیں۔ تو اللہ سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ ناامید ہونے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے جو شخص ناامید ہوتا ہے وہ سوچے کہ کونسی کمی ہے جو اس کے لئے خدا نے پوری نہیں کی۔ کیسے کیسے فضل اور کیسے کیسے انعام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ پھر آئندہ ناامید ہونے کی کیا وجہ ہے۔

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 183 بحوالہ الفضل 29 جولائی 1916ء)

ہنوز دلّی دور است

اسی طرح حضرت نظام الدین صاحب اولیائؒ جو دلی کے ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے زمانہ کا بھی ایک بادشاہ غیاث الدین تغلق ان کا مخالف ہو گیا۔ وہ اس وقت بنگال کی طرف کسی جنگ پر جا رہا تھا۔ اس نے کہا جب میں واپس آؤنگا تو انہیں سزا دونگا۔ ان کے مریدوں نے یہ بات سنی تو وہ بڑے گھبرائے اور انہوں نے شاہ صاحب سے آکر کہا کہ حضور جو لوگ شاہی دربار میں رسوخ رکھتے ہیں اگر ان کے ذریعہ بادشاہ کے پاس سفارش ہو جائے تو بہتر ہو گا آپ نے فرمایا۔ ہنوز دلی دور است۔ ابھی تو اس نے لڑائی کے لئے جانا ہے اور پھر دشمن سے جنگ کرنی ہے ابھی سے کسی فکر کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت تو وہ دلی میں موجود ہے اور لڑائی کے لئے گیا بھی نہیں۔ پھر آٹھ دس دن اور گذر گئے تو مرید پھر گھبرائے ہوئے آپ کے پاس آئے اور کہا۔ حضور اب تو آٹھ دس دن گذر چکے ہیں اور بادشاہ لڑائی کے لئے جا چکا ہے اب تو کوئی علاج سوچنا چاہیے۔ مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ آخر جس جنگ پر وہ گیا تھا اس کے متعلق خبر آگئی کہ اس میں بادشاہ کو فتح حاصل ہو گئی ہے اور وہ واپس آ رہا ہے۔ مرید پھر گھبرائے ہوئے آپ کے پاس پہنچے اور بادشاہ کی واپسی کی خبر دی۔ مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ ابھی تو وہ دو چار سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ ابھی کسی فکر کی کیا ضرورت ہے۔ جب وہ آٹھ دس منزل کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو وہ پھر آئے اور انہوں نے کہا کہ اب تو وہ بہت قریب آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہنوز دلی دور است۔ جب وہ اور زیادہ قریب آگیا اور دو تین منزل تک پہنچ گیا تو پھر آپ کے مرید سخت گھبراہٹ کی حالت میں آپ کے پاس پہنچے مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ آخر ایک دن پتہ لگا کہ بادشاہ کی فوجیں فصیل کے باہر ٹھہر گئی ہیں۔ ان کے مرید یہ خبر سن کر پھر آپ کے پاس آئے اور کہا حضور اب تو وہ دلی کی فصیلوں تک آ پہنچا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہنوز دلی دور است۔ ابھی تو وہ فصیل کے باہر ہے۔ اندر تو داخل نہیں ہوا کہ ہمیں گھبراہٹ ہو۔ اسی رات ولی عہد نے فتح کی خوشی میں ایک بہت بڑی دعوت کی اور شاہانہ جشن منایا ہزاروں لوگ اس دعوت اور رقص و سرود کی محفل میں شریک ہوئے۔ ولی عہد نے اس دعوت کا انتظام ایک بہت بڑے محل کی چھت پر کیا تھا۔ چونکہ چھت پر بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ اس لئے اچانک چھت نیچے آ گری۔ اور بادشاہ اور اس کے رفقاء سب دب کر ہلاک ہو گئے۔ صبح جب بادشاہ کی موت کی خبر آئی۔ تو انہوں نے کہا: میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ ہنوز دلی دور است۔

غرض ہمارا خدا بڑی بزرگ شان رکھنے والا ہے اور جو بھی اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے وہ اپنی اپنی روحانیت اور درجہ کے مطابق بزرگی حاصل کر لیتا ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ کی شان اور عظمت پر حملہ کرنے والا سزا پاتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے مقربین پر حملہ کرتے ہیں وہ بھی اپنے کئے کی سزا پائے بغیر نہیں رہتے۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 36-37)

چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ان کی طرف سرکاری سمن آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ آپ پر بعض لوگوں کی طرف سے ایک الزام لگایا گیا ہے اس کی جواب دہی کے لئے آپ فوراً حکومت کے سامنے حاضر ہوں' وہ یہ سن کر حیران رہ گئے کیونکہ وہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے مگر چونکہ سرکاری سمن تھا وہ چل پڑے۔ دس بیس میل گئے ہوں گے کہ آندھی آئی' اندھیرا چھا گیا' آسمان پر بادل اُمڈ آئے اور بارش شروع ہوگئی' وہ اس وقت ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے' جس میں دور دور تک آبادی کا کوئی نشان تک نہ تھا صرف چند جھونپڑیاں اس جنگل میں نظر آئیں وہ ایک جھونپڑی کے قریب پہنچے اور آواز دی کہ اگر اجازت ہو تو اندر آجاؤں' اندر سے آواز آئی کہ آجایئے' انہوں نے گھوڑا باہر باندھا اور اندر چلے گئے' دیکھا تو ایک اپاہج شخص چارپائی پر پڑا ہے اس نے محبت اور پیار کے ساتھ انہیں اپنے پاس بٹھالیا اور پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے اور آپ کس جگہ سے تشریف لا رہے ہیں' انہوں نے اپنا نام بتایا اور ساتھ ہی کہا کہ بادشاہ کی طرف سے مجھے ایک سمن پہنچا ہے جس کی تعمیل کے لئے میں جا رہا ہوں اور میں حیران ہوں کہ مجھے یہ سمن کیوں آیا' کیونکہ میں نے کبھی دنیوی جھگڑوں میں دخل نہیں دیا' وہ یہ واقعہ سن کر کہنے لگا کہ آپ گھبرائیں نہیں' یہ سامان اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے پاس پہنچانے کے لئے کیا ہے میں اپاہج ہوں' رات دن چارپائی پر پڑا رہتا ہوں' مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں' لیکن میں نے اپنے دوستوں سے آپ کا کئی بار ذکر سنا اور آپ کی بزرگی کی شہرت میرے کانوں تک پہنچی' میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کیا کرتا تھا کہ یا اللہ قسمت والے تو وہاں چلے جاتے ہیں' میں غریب مسکین اور عاجز انسان اس بزرگ کے قدموں تک کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔ تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما کہ میری ان سے ملاقات ہوجائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سمن کے بہانے اللہ تعالیٰ آپ کو محض میرے لئے یہاں لایا ہے ابھی وہ یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ باہر سے آواز آئی بارش ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو اندر آجاؤں' انہوں نے دروازہ کھولا اور ایک شخص اندر آیا' یہ سرکاری پیادہ تھا' انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں' وہ کہنے لگا بادشاہ کی طرف سے مجھے حکم ملا ہے میں فلاں بزرگ کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ آپ کو بلانے میں غلطی ہوگئی ہے دراصل وہ کسی اور کے نام سمن جاری ہونا چاہئے تھا مگر نام کی مشابہت کی وجہ سے وہ آپ کے نام جاری ہوگیا' اس لئے آپ کے آنے کی ضرورت نہیں' یہ بات سن کر وہ اپاہج مسکرایا اور اس نے کہا' دیکھا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ محض میرے لئے یہاں لایا ہے' سمن محض ایک ذریعہ تھا جس کی وجہ سے آپ میرے پاس پہنچے، یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہم میں ہو کر اور ہم سے مدد مانگتے ہوئے اپنے مقاصد کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ہم اس مقصد کے حصول کے لئے ان پر دروازے کھول دیتے ہیں۔ (سیر روحانی جلد دوم صفحہ 129)

(ماخوذ از حکایات شیریں)

ٹوٹی کہاں کمند...........

(آر۔ایس۔ بھٹی۔فاروق آباد)

یکم فروری ۲۰۰۳ ، کی خوشگوار صبح فلوریڈا کے باسی لاشعوری طور پر سپیس شٹل کولمبیا کی واپسی کے منتظر ہیں۔ خاص طور پر ساتوں خلا بازوں کے افراد خانہ کوان کا بے چینی سے انتظار ہے۔ مطلع صاف اور سورج چمک رہا ہے۔ گویا کہ سپیس شٹل کی لینڈنگ کے لئے موسم نہایت موزوں ہے۔ کولمبیا نے ۱۶ جنوری کو صبح دس بجکر ۳۹ منٹ پر اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ یہ سولہ دن کا ایک سائنسی تحقیقاتی مشن تھا، اور اس نے یہ سولہ دن اپنے آربٹ میں کامیابی سے گزارے ہیں۔ crew کے خلا بازوں نے اس دوران اسی (۸۰) سے زائد تجربات کیے۔ کولمبیا کا یہ پہلا خلائی سفر نہیں ہے، وہ اس سے پہلے بھی خلا میں جا چکی ہے۔ اس سفر کے دوران کولمبیا نے پندرہ دن، بائیس گھنٹے اور بیس منٹ خلا میں گزارے۔ اس سے قبل، سولہ جنوری کی صبح شٹل نے خیریت سے لانچ کیا تھا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ اس کی لانچنگ کے دوران پیش نہیں آیا تھا۔ سوائے اس کے کہ اس کی لانچنگ کے کچھ ہی لمحوں کے بعد فیول ٹینک سے فوم کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر شٹل کے بائیں پر سے ٹکرا گیا۔ شٹل کے پروگرام منیجر کے مطابق خطرہ کی کوئی بات نہ تھی۔ اور کولمبیا خیریت سے اپنے آربٹ (orbit) میں پہنچ گئی تھی۔ آج وہ صبح نو بج کر سولہ منٹ پر کینیڈی سپیس سنٹر، فلوریڈا پر لینڈ کر رہی ہے......

آٹھ بج کر ۴۵ منٹ: کولمبیا کرہ زمین میں داخل ہو چکی ہے اور زمین سے ۴۰۰،۰۰۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔ اور امریکہ کے باسی اس کی روشنی دیکھ سکتے ہیں۔

آٹھ بج کر ۵۳ منٹ: کولمبیا کے بائیں پر کے ہائیڈرالک سسٹم کے ٹمپریچر اور پریشر سنسرز (Temperature and Pressure Sensors) نے اچانک کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی بائیں طرف کے گیئر، بریک سسٹم، ٹائر، اور شٹل کی بائیں طرف نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ ۹:۰۰ بجے جبکہ وہ ٹیکساس کے اوپر ۲۰۷،۰۰۰ فٹ کی بلندی پر ۱۲،۵۰۰ میٹرک گھنٹہ کی رفتار سے محو سفر تھی اسکا ہوسٹن کے مشن کنٹرول سے (ناسا سے) زمینی رابطہ اچانک منقطع ہو گیا......۹:۰۵، کولمبیا اس وقت کہاں ہے؟ کوئی نہیں جانتا...... لیکن ایک امید، کہ شاید وہ کچھ ہی دیر میں کینیڈی سپیس سنٹر میں اپنی موجودگی سے آگاہ کرے۔

امریکی ریاست ٹیکساس کے باشندوں کا دعوٰی ہے کہ انھوں نے صبح نو بجے کے قریب گڑگڑاہٹ کی آواز سنی ہے، جو قریباً ایک منٹ تک جاری رہی۔ کولمبیا؛ امریکن خلائی بیڑے کی سب سے پرانی اور وزنی سپیس شٹل...... کرہ زمین میں داخل ہونے کے چند منٹ بعد ڈلاس (ٹیکساس) کے اوپر ہواؤں میں دھماکے سے پھٹ گئی۔ ویڈیو ریکارڈنگ میں کولمبیا کو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ (crew) عملے کے ساتوں خلا بازوں کو مردہ تصور کر لیا گیا، کیونکہ ان کے زندہ بچ نکلنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ کینیڈی سپیس سنٹر میں جھنڈا سرنگوں کر دیا گیا۔ کولمبیا کے ٹکڑے کئی ہزار مربع کلومیٹر کے علاقے پر گرے۔

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

یہ کوئی ڈراونا خواب نہیں تھا، حقیقت تھی۔ ۲/ فروری ۲۰۰۳ء، کو قریباً تمام قومی اخبارات کی شہ سرخی یہی تھی۔ یقینی طور پر یہ قومی سانحہ تھا امریکی عوام اپنے گمشدہ خلا بازوں کے لئے سوگوار تھی۔ جنھیں یقیناً قومی ہیرو قرار دیا گیا۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ قومی ہیروشپ انھیں مرنے کے بعد ملی تھی، بلکہ امریکی عوام اپنے سائنسدانوں، خلا بازوں کو حقیقتاً عزت دیتے ہیں۔ اور ترقی پذیر ممالک کے برخلاف وہاں صرف کھلاڑی اور اداکار ہی رول ماڈل تصور نہیں کئے جاتے، بلکہ سائنسدانوں کو اہم مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور عام شہری بھی سائنس کی دنیا میں ہونے والی تحقیقات اور واقعات سے لاتعلق نہیں ہوتا۔ کولمبیا کی لانچنگ سے لے کر لینڈنگ، گمشدگی اور تباہی کے متعلق ہر ہر لمحے کی خبر عوام تک پہنچ رہی تھی۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ شٹل کی خلائی سفر کے لئے تیاری، پروگرام، شٹل کے تکنیکی ٹیسٹنگ اور نقائص، crew کے خلا باز، اور ان خلا بازوں کے متعلق معلومات، ان کے پس منظر، ہر قسم کی خبروں میں عوام دلچسپی لیتے ہیں۔

کولمبیا کے حادثے میں جاں بحق ہونے والے خلا بازوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ Rick Husband، ۱۹۵۷ء، امریکی ایئر فورس کا کرنل، مکینکل انجینئر تھا۔ یہ اس کا دوسرا خلائی سفر تھا۔ جس میں وہ کمانڈر کے طور پر کام کر رہا تھا۔

۲۔ William McCool، ۱۹۶۱ء، امریکی نیوی کا کمانڈر، کمپیوٹر سائنس اور ایروناٹیکل انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری ہولڈر۔ یہ اسکا پہلا خلائی سفر تھا۔ جس میں وہ پائلٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔

۳۔ David Brown، ۱۹۵۶ء، امریکی نیوی میں کیپٹن، میڈیکل ڈاکٹر، یہ اسکا پہلا خلائی سفر تھا، جس میں وہ مشن سپیشلسٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔

۴۔ Kalpana Chawla، ۱۹۶۱ء، میں کرنال (Karnal) انڈیا میں پیدا ہوئی۔ انڈیا ہی کے پنجاب انجینئرنگ کالج سے ایروناٹیکل انجینئرنگ میں بیچلر ڈگری لی۔ یونیورسٹی آف ٹیکساس سے ایروسپیس انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری لی۔ بعد میں ایروسپیس انجینئرنگ ہی میں ڈاکٹریٹ بھی کیا۔ یہ اسکا دوسرا خلائی سفر تھا۔ جس میں وہ مشن سپیشلسٹ کے طور پر کام کر رہی تھی۔ اس کی موت کی خبر سے پورے انڈیا میں سوگ کا سماں تھا۔ وہ خلا میں جانے والی پہلی انڈین خاتون تھی۔

۵۔ Michael Anderson، ۱۹۵۹ء، امریکی ایئر فورس میں لیفٹیننٹ کرنل، فزکس میں ماسٹر ڈگری ہولڈر، یہ اسکا دوسرا خلائی سفر تھا جس میں وہ پے لوڈ کمانڈر (Payload Commander) کے طور پر کام کر رہا تھا۔

۶۔ Laurel Salton Clark، ۱۹۶۱ء، امریکی نیوی میں کیپٹن، میڈیسن میں ڈاکٹریٹ، یہ اسکا پہلا خلائی سفر تھا، جس میں وہ مشن سپیشلسٹ کے طور پر

کام کررہی تھی۔

۷۔ Ilan Ramon ۱۹۵۴ء اسرائیل میں پیدا ہوا، اسرائیلی ایئر فورس میں کرنل، پہلا اسرائیلی خلاباز، وہ فائٹر پائلٹ تھا۔ اس نے Yom Kippur War ۱۹۷۳ء، میں حصہ لیا۔ الیکٹرونکس اور کمپیوٹر انجینئرنگ میں بیچلر ڈگری حاصل کی۔ یہ اسکا پہلا خلائی سفر تھا۔ جس میں وہ پے لوڈ سپیشلسٹ کے طور پر کام کررہا تھا۔

امریکہ کے خلائی پروگرام کے بارے میں کچھ تاریخی باتیں

اپولو کی کامیابی کے بعد امریکہ کے خلائی تحقیق کے ادارے ناسا نے مستقبل کے لئے پروگرام بنانے شروع کئے۔ اس سے پہلے وہ ایسے راکٹ استعمال کررہے تھے جو صرف ایک مرتبہ استعمال کیے جاسکتے تھے، اور پھر ضائع کردیے جاتے تھے۔ لیکن اب وہ ایسے راکٹ بنانا چاہتے تھے جنھیں دوبارہ بھی استعمال کیا جاسکے؛ یعنی 'سپیس شٹل'۔ صدر نکسن نے ۱۹۷۲ء میں اعلان کیا کہ امریکہ دوبارہ استعمال ہوسکنے والا "سپیس ٹرانسپورٹیشن سسٹم" یا "سپیس شٹل" بنائے گا۔

2.05 ملین کلوگرام وزن کی سپیس شٹل کو خلا میں (۱۸۳ سے ۶۴۳ کلومیٹر کی بلندی پر) بھیجنا اور واپس لانا آسان کام نہیں ہوتا۔ اس کے لئے افرادی قوت کے ساتھ ساتھ بھاری اخراجات بھی اٹھانے پڑتے ہیں۔ ان اخراجات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نومبر ۲۰۰۵ء کے وسط میں، کانگرس نے ناسا کے لئے جو نئے سال کا بجٹ پاس کیا ہے وہ 16.5 بلین ڈالر کا ہے، جو پچھلے سال کے مقابلے میں 260.3 ملین ڈالر زیادہ ہے۔

کولمبیا پہلی سپیس شٹل تھی جو اس اعلان کے بعد سب سے پہلے خلا میں بھیجی گئی یہ ۱۹۸۱ء کی بات ہے۔ گویا کہ امریکن خلائی بیڑے (فلیٹ) کی سب سے پرانی اور یادگار خلائی مشین۔ اس کے ایک سال بعد چیلنجر خلا میں گئی اور پھر ڈسکوری ۱۹۸۵ء میں بھیجی گئی۔

خلائی شٹل کا یہ پہلا حادثہ نہیں تھا چیلنجر ۱۹۸۶ء میں اپنی لانچنگ کے صرف ۷۳ سیکنڈ بعد پھٹ گئی، اور اس کے crew کے ساتوں خلاباز جاں بحق ہوگئے تھے۔ اور کولمبیا ۲۰۰۳ء میں لینڈنگ سے چند منٹ پہلے فضاؤں میں بکھر گئی۔ اس طرح فلیٹ کی دو سب سے پہلی اور پرانی سپیس شٹل اپنے خلا بازوں سمیت ختم ہوگئیں۔ اگرچہ سپیس شٹل کی پچیس سالہ تاریخ میں کامیابیاں زیادہ اور ناکامیاں کم ہیں لیکن ان کامیابیوں کی بھاری قیمتیں بھی ادا کرنا پڑی ہیں، چیلنجر اور کولمبیا کی شکل میں۔ کولمبیا کے حادثے کے بعد خلائی شٹل کے سفر کو مزید محفوظ بنانے کے لئے اس کی پروازوں کو کچھ دیر کیلئے ملتوی کردیا گیا۔ جولائی ۲۰۰۵ء میں ناسا نے ڈسکوری کو خلا میں بھیج کر خلائی شٹل کی پروازیں دوبارہ شروع کیں۔

کولمبیا کی تباہی کی وجہ کیا تھی؟؟؟

بعد کی تحقیقات نے ثابت کیا کہ فوم انسولیشن کا ایک ٹکڑا جو لانچنگ کے دوران فیول ٹینک سے ٹوٹ کر کولمبیا کے بائیں پر سے ٹکرایا تھا اس سے شٹل کی تھرمل ٹائلز کو نقصان پہنچا، جو کولمبیا کی تباہی کا سبب بنا۔ یہ تھرمل

ٹائلز شٹل کو کرہ زمین میں داخل ہوتے وقت پیدا ہونیوالی حرارت سے، جل کر راکھ ہو جانے سے محفوظ رکھتی ہیں۔

دو سال کے انتظار اور تحقیات کے بعد کیا ہوا

کولمبیا کی تباہی کے قریباً دو سال بعد ۲۶/ جولائی ۲۰۰۵ء کو ڈسکوری کو خلا میں بھیجا گیا۔ اور اس دو سال کے انتظار کے بعد واپس خلا میں جانے کو ناسا نے 'Return to Flight' مشن کا نام دیا۔ اس قدر تحقیق اور محنت کے باوجود، جو سپیس شٹل اور فوم انسولیشن پر ان دو سالوں کے دوران کی گئی تھی، ہوا کیا؟ ڈسکوری کے ٹیک آف کے قریباً دو منٹ کے بعد ہی ایک پاؤنڈ وزنی فوم کا ٹکڑا اس سے ٹوٹا۔ فوم کا یہ ایک پاؤنڈ وزنی ٹکڑا، ناسا افسران کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دینے کے لئے کافی تھا۔ یہ ڈسکوری کی خوش قسمتی تھی کہ فوم کا ٹکڑا اس سے ٹکرایا نہیں، اور شاید ڈسکوری سے زیادہ یہ ناسا افسران کی خوش قسمتی ہے۔ دوسری صورت میں اگر خدانخواستہ اس پرواز کا انجام بھی کولمبیا جیسا ہوتا، تو یہ امریکہ کے خلائی پروگرام کے لئے بہت بڑا دھچکا ثابت ہوتا۔ بہر حال جب ۱۰ اگست کو ڈسکوری اپنا چودہ دن کا سفر مکمل کر کے خیریت سے واپس پہنچی تو ناسا کی جان میں جان آئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انھوں نے سپیس شٹل کی پروازوں کو دوبارہ سے ملتوی کر دیا ہے۔ اگلی پرواز اب مئی میں متوقع ہے۔

فوم کے یہ ٹکڑے جنھوں نے اس وقت ناسا افسران کی ناک میں دم کر رکھا ہے آخر لگائے ہی کیوں جاتے ہیں؟ یہ دراصل فیول ٹینک میں برف بننے کے عمل کو روکنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ فیول ٹینک میں مائع شکل میں ہائیڈروجن اور آکسیجن پرواز سے کئی گھنٹے پہلے بھری جاتی ہے۔ ڈسکوری کے فیول ٹینک میں نو (۹) کریک (دراڑیں) پائے گئے ہیں۔ جنہیں اپریل میں شٹل کو پیڈ سے اتارنے کے بعد ٹیسٹ کیا جائے گا۔

کولمبیا سے ٹوٹنے والے فوم کا وزن 1.6 پاؤنڈ تھا (جو اس کی تباہی کا سبب بنا) اور ڈسکوری کے فوم کے ٹکڑے کا وزن ایک پاؤنڈ تھا (جو خوش قسمتی سے ڈسکوری سے ٹکرایا نہیں)۔ جولائی ۲۰۰۵ء میں ڈسکوری کی پرواز سے پہلے ناسا کے مینجر نے بتایا: کہ اگر کوئی فوم کا ٹکڑا ٹوٹا بھی تو وہ ایک ڈبل روٹی یا بن کے سائز سے بڑا نہیں ہوگا۔ لیکن جو ٹکڑا ٹوٹا وہ بریف کیس کے سائز کا تھا (جو یقیناً ایک ڈبل روٹی سے بڑا ہوتا ہے)۔ انجینئرز کا کہنا ہے کہ ابھی وہ یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ فیول ٹینک میں ہونے والے نو (۹) کریک واقعی فوم کے ٹوٹنے کی وجہ سے ہیں۔ ناسا انجینئرز کا یہ بھی کہنا ہے کہ فوم کو فیول ٹینک پر سے ختم کر دینا ناممکن ہے۔ کیونکہ اس سے لانچنگ کے دوران ہی سپیس شٹل کے پھٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ٹینک کو دوبارہ سے ڈیزائن کیا جا سکتا ہے اور اس کا سائز بھی مختصر کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔

بہر حال ناسا افسران کو ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ اس فوم انسولیشن کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے؟ سپیس شٹل کی اب اگلی پرواز مئی میں متوقع ہے، امریکی عوام کی آنکھیں خصوصاً اور دنیا کی آنکھیں عموماً اس پرواز کی طرف لگی ہوئی ہیں دیکھیں اب کی بار یہ فوم کیا کرتا ہے؟ آیا ناسا انجینئرز کی بات مانتا ہے یا پھر اپنی کرتا ہے۔

یرقان۔یرقان۔یرقان
Hepatitus

(ہومیوڈاکٹر ظہیر احمد۔ڈیریانوالہ ضلع نارووال)

یرقان ہیپاٹائٹس ایسی صورت حال کو کہتے ہیں جس میں جلد، آنکھوں کے سفید حصے اور جسم کی مختلف جھلیوں کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ اس زردی کی بنیادی وجہ ایک خاص قسم کے کیمیائی مادے بلی روبین (Bilirubin) کی خون میں زیادتی ہوتی ہے۔

متعدی یرقان

اگرچہ یہ صورت حال مختلف طرح سے پیدا ہوسکتی ہے۔ تاہم سب سے اہم اور عام طور پر ہونے والا یرقان جگر کے خاص قسم کے خلیوں پر مختلف وائرس کے حملہ آور ہونے سے ہوتا ہے۔ وائرس کی مختلف قسموں کو قسم اے، بی، سی، ڈی اور ای کے نام دیئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور اقسام کے وائرس بھی کبھی یرقان کا سبب بن سکتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر ان اقسام میں سے ہی کوئی ایک قسم جگر پر حملہ آور ہوتی ہے اور متعدی یرقان پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے۔

غیر متعدی یرقان

مندرجہ بالا وائرسز کے علاوہ جسم کے دفاعی نظام کی خرابی کچھ مضر جگر ادویات، شراب اور خصوصاً بعض عطائی حضرات کے تیار کردہ کشتے وغیرہ جگر کے خلیوں کو نقصان پہنچا کر یرقان پیدا کر دیتے ہیں۔ دیگر اقسام کے نسبتاً کم اہم اور کبھی کبھار ہونے والے غیر متعدی یرقان کی اقسام میں ایک تو خون کے سرخ خلیوں کا بہت زیادہ مقدار میں جسم کے اندر ہی ٹوٹ جانا اور دوسری قسم میں جگر کی رطوبتوں (صفرا) کو انتڑیوں تک پہنچانے والی نالی کے راستے میں رکاوٹ کا پیدا ہونا ہے۔ ان دونوں قسموں کے یرقان میں جگر کے خلیے بذات خود ٹھیک ہو جاتے ہیں اور جگر کو براہ راست کوئی نقصان نہیں ہوتا لہٰذا اس مضمون میں ہم صرف وائرس کے حملہ آور ہونے والے یرقان کا ذکر زیادہ تفصیل کے ساتھ کریں گے۔

ہیپاٹائٹس قسم ''اے'' وائرس

یہ وائرس صحت کے لئے دنیا بھر میں اہم مسئلہ ہے۔ خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں اس سے پیدا ہونے والی بیماری بہت عام ہے۔ یہ وائرس عموماً بچپن میں حملہ آور ہوتا ہے اور یرقان کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ وائرس عام طور پر حفظان صحت کے اصولوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے حملہ آور ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وائرس مریضوں کے فضلہ سے خارج ہوتا ہے۔ اگر فضلہ کو صحیح طریقے سے ٹھکانے نہ لگایا جائے تو یہ پینے کے پانی یا دیگر غذائی اشیاء کے ذریعے دوسرے انسانوں کے پیٹ میں پہنچ جاتا ہے اور یرقان کی بیماری لاحق کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ وائرس عموماً ایسے علاقوں میں باآسانی پھیلتا ہے جہاں پانی کی نکاسی اور پینے کے پانی کا نظام ناقص ہو۔ بعض اوقات دودھ، مچھلی اور پانی بھی اس وائرس کے پھیلاؤ کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہ وائرس ایک دفعہ جب انسان کے جسم میں پہنچ جائے تو تقریباً ایک سے ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں یرقان پیدا کر دیتا ہے۔

ہیپاٹائٹس قسم ''بی'' وائرس

یرقان کے اسباب میں قسم ''بی'' شدید اور خطرناک ترین ہے۔ پاکستان اور جنوب مشرقی ایشیاء کے بہت سے دوسرے ممالک میں یہ وائرس یرقان اور جگر کی دیگر بیماریوں کا اہم سبب ہے۔ یہ وائرس جب ایک دفعہ جسم میں پہنچ جائے تو پھر یہ خدشہ ہوتا ہے کہ دس فیصد افراد میں سال ہا سال تک موجود رہے اور اگر ایسا ہو تو یہ وائرس اندر ہی اندر جگر کو اس قدر نقصان پہنچا دیتا ہے کہ جگر سکڑنا شروع کر دیتا ہے جسے (Cirrhosis) کہتے ہیں۔ یہ خرابی بعض اوقات جگر کے سرطان میں تبدیل ہوسکتی ہے جو بالآخر موت کا سبب بن جاتی ہے۔

وائرس ''بی'' کے پھیلاؤ کے اسباب

یہ وائرس ایک انسان سے دوسرے انسانوں تک پھیلتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً ۳۰ کروڑ سے زیادہ لوگوں کے جسم میں یہ وائرس موجود ہے اور یہ تمام لوگ اس کے مزید پھیلاؤ کا سبب بن سکتے ہیں۔ دنیا بھر میں سالانہ ۱۰ سے ۲۰ لاکھ افراد اس وائرس کی بدولت موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے مزید پھیلاؤ کو روکنے کے لئے اس کے پھیلنے کے طریقوں کو سمجھنا ازحد ضروری ہے۔ یرقان قسم بی کے پھیلنے کے اسباب درج ذیل ہیں۔

انتقال خون: اس وائرس کے پھیلنے کا اہم ترین ذریعہ انتقال خون ہے۔ لہٰذا انتقال خون سے پہلے اس وائرس کا ٹیسٹ کرنا بہت ضروری ہے (بدقسمتی سے فی الحال ہمارے ملک میں اس ٹیسٹ کی سہولت ہر جگہ میسر نہیں ہے)۔

جسمانی قرب: انسانوں کا آپس میں جسمانی قرب بھی اس وائرس کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کرتا ہے کیونکہ یہ وائرس انسانی جسم کی رطوبتوں مثلاً لعاب دہن، مادہ منویہ، پیشاب اور رحم سے نکلنے والے پانی میں خارج ہوتا ہے۔

حجامت بنانے کے اوزار: حجاموں کے استرے، تولیے اور دیگر اوزار اگر صحیح طریقے سے صاف نہ ہوں تو یہ بھی وائرس کو پھیلانے کا سبب بن سکتے ہیں۔

چھیدکاری: لڑکیوں کے کان اور ناک چھیدنے والی سوئیاں اور جسم پر نام کندہ کروانا یا گلکاری (Tatooing) کروانا بھی اس وائرس کے پھیلاؤ کا ذریعہ ہیں۔

نومولود بچے: اگر کسی حاملہ عورت کے جسم میں یہ وائرس موجود ہو تو بوقت ولادت یہ وائرس نومولود بچے پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور اس کے جگر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

ایک دفعہ یہ وائرس کسی بھی انسان کے جسم تک پہنچ جائے تو پھر یہ جگر کے خاص خلیوں میں سوزش پیدا کرنے کے بعد انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ وائرس کو جسم میں پہنچنے کے بعد تقریباً ۲ ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ اس دوران وہ جسم کے اندر پروان چڑھتا رہتا ہے اور بالآخر آہستہ آہستہ مرض کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

ہیپاٹائٹس قسم ''سی'' وائرس

اسے پہلے (Mona Nonb) کہا جاتا تھا۔ حال ہی میں اس کو سائنس نے مکمل طور پر پہچان لینے کے بعد اسے وائرس ''سی'' کا نام دیا ہے۔

اس کے پھیلاؤ کے طریقے وہی ہیں۔ جو اوپر وائرس ''بی'' کے ضمن میں درج کیے جا چکے ہیں۔ تاہم قسم ''سی'' کے یرقان کی شدت نسبتاً کم ہوتی ہے لیکن تقریباً ۵۰ فیصد مریضوں کو دائمی سوزش اور ان میں تقریباً ایک چوتھائی یعنی پچیس فیصد لوگوں میں یہ جگر کا سکڑاؤ پیدا کر دیتا ہے۔ جبکہ کچھ مریض سرطان کا شکار ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا یہ وائرس قسم ''بی'' سے بھی زیادہ مہلک ہے اور ہمارے ملک میں دوسرے ترقی پذیر ملکوں کی طرح عام ہے۔

ہیپاٹائٹس قسم ''ڈی'' وائرس

یہ ایک نامکمل وائرس ہے جو بذات خود براہ راست مریضوں پر حملہ آور نہیں ہوسکتا۔ تاہم جن لوگوں کو وائرس ''بی'' لاحق ہو اور ان میں ''بی'' وائرس کے ساتھ ''ڈی'' بھی بعض اوقات حملہ آور ہو جاتا ہے۔ یہ صورت بہت خطرناک نتائج کی حامل ہوسکتی ہے اور جلد موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

ہیپاٹائٹس قسم ''ای'' وائرس

یہ بھی وائرس ''اے'' کی طرح پانی کی آلودگی سے پھیلتا ہے۔ اکثر اوقات ترقی پذیر ممالک میں وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ خصوصاً پاکستان میں تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ یہ بالغ افراد میں اکثر یرقان کا موجب بنتا ہے اور ۲۰ فیصد حاملہ خواتین اس موذی مرض میں مبتلا ہو کر لقمۂ اجل بن سکتی ہیں۔

یرقان کی ابتدائی علامات

ایک دفعہ مندرجہ بالا اقسام میں سے کوئی بھی وائرس جسم پر حملہ آور ہو جائے تو اوسطاً ۲ سے ۸ ہفتے کے بعد بیماری کی علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں۔

پہلے پہل صرف ہلکا بخار، تھکاوٹ اور سردرد کی شکایات جنم لیتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بھوک لگنا بند ہو جاتی ہے۔ متلی رہتی ہے اور بعض اوقات قے اور دستوں کی شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یرقان کی ابتدائی علامات میں سے ایک اہم علامت سگریٹ پینے والوں کیلئے ذائقہ میں بدمزگی کا پیدا ہونا ہے۔ علاوہ ازیں پیٹ کے اوپر والے حصے میں بعض اوقات ہلکا درد بھی رہتا ہے۔ اس علامت کے پیدا ہونے کے تقریباً ہفتہ عشرہ کے بعد آنکھوں اور پیشاب کی رنگت زرد ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جگر اور تلی دونوں بڑھ جاتے ہیں۔ بعض مریضوں کے گلے کے غدود بھی بڑھ جاتے ہیں۔ زیادہ تر مریضوں میں اس کے بعد یہ علامات آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور مریض تندرست ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ''بی'' وائرس کی علامات بھی مندرجہ بالا شکایات کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں لیکن اس میں ان کی شدت نسبتاً زیادہ ہوتی ہے اور ان کے علاوہ پٹھوں اور جوڑوں میں درد اور بعض اوقات جلد پر خارش وغیرہ بھی نمودار ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وائرس ''اے'' کے مریض بالکل تندرست ہو جاتے ہیں لیکن دیگر اقسام کے وائرس کے مریض بظاہر ٹھیک ہونے کے بعد تندرست نہیں ہوتے اور یہ وائرس جسم میں موجود رہتے ہیں۔ اس طرح یہ بیماری کو مزید پھیلانے کا سبب بن جاتے ہیں۔

طریقۂ تشخیص

مندرجہ بالا علامات کی موجودگی میں مریض کیلئے ضروری ہے کہ وہ فوراً اپنے معالج سے رابطہ کرے۔ بعض اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مریض ازخود لیبارٹری میں جا کر مختلف ٹیسٹ کروانے لگتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ جو بھی ٹیسٹ تشخیص کیلئے ضروری ہو اس کا فیصلہ معالج کے مشورہ سے ہونا چاہیے۔

علاج اور حفاظتی تدابیر

مندرجہ بالا معلومات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یرقان کے علاج اور بچاؤ کے لئے اہم ترین قدم صحیح حفاظتی تدابیر کا اختیار کرنا ہے۔ اگر وائرس کے پھیلاؤ کے طریقوں پر غور کیا جائے پھر ان سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کی جائیں تو اس آفت پر بخوبی قابو پایا جاسکتا ہے۔ حفظان صحت کے بنیادی اصول جن میں ہاتھوں کا صابن سے دھونا، جسم کی مناسب صفائی کا خیال رکھنا، تولیہ صابن اور شیونگ کا سامان الگ الگ استعمال کرنا۔ انسانی فضلہ کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگانا وغیرہ شامل ہیں ان امور کی مکمل پابندی اس مہلک ترین بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کا اہم ترین ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔

دوسری اہم تدبیر انتقال خون کے اداروں میں خون کا مکمل معائنہ اور وائرس کی موجودگی کیلئے ٹیسٹوں کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ جس خون میں اس وائرس کے اثرات موجود ہوں وہ خون کسی بھی مریض کو نہ دیا جاسکے۔

مریض کے اہل خانہ کے لئے ہدایات

۱۔ یرقان زدہ مریض کو دیگر اہل خانہ سے مکمل الگ تھلگ کرنے کی عموماً ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یرقان ہونے سے کافی پہلے ہی وائرس اس مریض کی جسمانی رطوبتوں میں خارج ہو جاتا ہے۔

۲۔ زیادہ اہم یہ ہے کہ مریض کی جملہ رطوبتوں کو جن میں پیشاب، لعابِ دہن وغیرہ شامل ہیں صحیح طریقے سے ٹھکانے لگایا جائے۔ اگر گھر میں سیورج سسٹم موجود ہو تو وہ کافی ہے۔ ورنہ فضلہ وغیرہ کو مٹی میں دبا دینا چاہیے۔

۳۔ مریض اور اس کے زیر استعمال اشیاء کو چھونے کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح صابن سے دھونا چاہیے۔

۴۔ مریض کے ذاتی استعمال کی اشیاء مثلاً صابن، تولیہ، تھرمامیٹر اور شیونگ کا سامان وغیرہ کوئی دوسرا فرد استعمال نہ کرے۔

۵۔ مریض کے استعمال شدہ برتن کو فوراً اچھی طرح دھو لیا جائے۔ ان کو دھوپ میں خشک کرنا نہایت اہم ہے۔

۶۔ مریض کو جنسی اختلاط سے پرہیز کرنا چاہیے۔

طریقۂ علاج

بدقسمتی سے ہمارے ہاں تاثر پایا جاتا ہے کہ جدید طب (ڈاکٹری طریقہ علاج) میں یرقان کا کوئی علاج نہیں حالانکہ یہ تاثر بالکل غلط ہے۔ سائنس کی ترقی نے ہمیں جگر کی بیماریوں کو سمجھنے میں بہت مدد دی ہے اور بعض بیماریوں کو کافی حد تک قابل علاج کر دیا ہے۔

چونکہ جگر جسم کے اہم ترین اعضاء میں سے ایک ہے۔ اس لئے اس کے خلیوں کی سوزش سارے جسم پر اہم اثرات مرتب کرتی ہے۔ علاج سے مراد یہ نہیں کہ دوائیں ہی استعمال کی جائیں۔ خصوصاً سوزش جگر میں حتی المقدور کوشش یہ ہونی چاہیے کہ کم سے کم دوائیں استعمال کی جائیں۔ کیونکہ خوراک کی طرح اکثر ادویات بھی معدہ سے فوراً جگر تک پہنچتی ہیں۔ جہاں وہ اپنے کیمیائی اجزاء میں تبدیل ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر جگر میں سوزش ہو جائے تو زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ جگر کے متاثرہ خلیوں کو آرام ملے اس لئے دواؤں کا استعمال جگر کو مزید نقصان پہنچانے کا موجب بن سکتا ہے۔

آرام: سوزش جگر کے مریض کے لئے جسمانی آرام مناسب ہے۔ تاہم آرام سے مراد قطعاً یہ نہیں کہ مریض مسلسل لیٹا رہے۔ گذشتہ دہائیوں میں مکمل آرام کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی لیکن اب یہ نظریہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ مریضوں کا اندرون خانہ رہنا اور زیادہ تھکانے والی تمام کیفیات سے بچنا کافی ہے۔ مریض کو گھر کے اندر مناسب حد تک چلنے پھرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

غذا: یرقان کے مریض کیلئے غذا کے پرہیز کے بارے میں بھی عام طور پر بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یرقان کے مریض کی بھوک تقریباً ختم ہو جاتی ہے۔ مرغن اور چکنائی والی اشیاء کھانے کو اس کا جی نہیں چاہتا لہٰذا ان مریضوں کو بھی ایسی خوراک دینی چاہیے جو ان کیلئے خوش ذائقہ ہو۔ عموماً نشاستہ دار غذائیں ہی ان مریضوں کیلئے تجویز کی جاتی ہیں۔ غذائی اشیاء میں سے کوئی بھی شے یرقان کے مریضوں کیلئے مضر نہیں ہے تاہم غذا بذات خود علاج نہیں ہے۔

ادویات: جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ سوزش جگر کے مریضوں کو ادویات کم سے کم استعمال کرنی چاہئیں۔ تاہم متلی، بخار، سردرد اور بے خوابی وغیرہ کی صورت میں معالج کی تجویز کردہ ادویات استعمال کی جاسکتی ہیں۔

ہسپتال میں داخلہ کی ترجیحات

یرقان کے ہر مریض کیلئے ہسپتال میں داخل ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ تاہم مندرجہ ذیل صورتوں میں مریض کو بہتر اور مسلسل نگہداشت کیلئے ہسپتال میں داخل کروانا بہتر ہوگا۔

۱۔ بہت زیادہ قے یا خون کی قے آنے کی صورت میں۔

۲۔ مریض پر غنودگی طاری ہو رہی ہو۔

۳۔ یرقان بہت گہرا ہو رہا ہو یعنی مریض کی رنگت زرد ہو۔

۴۔ مریض کا پیٹ پھول رہا ہو۔

اگر مریض کی تشخیص مکمل نہ ہو۔ تب بھی اسے ہسپتال میں داخل کروالینا ضروری ہوگا تاکہ مکمل تشخیص ہو سکے۔

یرقان کے لئے حفاظتی ٹیکے

سائنس کی ترقی کی بدولت اب یہ ممکن ہے کہ اس مرض کے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکے لگائے جاسکیں۔ ان ٹیکوں کا ایک مرحلہ وار پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ یہ مراحل مختلف لوگوں کو درپیش خطرے کی شدت اور اہمیت کی بنیاد پر مرتب کئے گئے ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہوتا کہ تمام ہم وطنوں کیلئے Mass Vaccination یہ ٹیکے ممکن ہوتے، لیکن محدود وسائل کے پیش نظر درج ذیل پروگرام تجویز کیا گیا۔

۱۔ پہلے مرحلے میں ہسپتالوں میں کام کرنے والے عام عملہ، دندان ساز، لیبارٹریوں میں کام کرنے والے لوگ، بلڈ بنکوں کے ملازمین اور دوسرے اس طرح کے لوگ جو سوزش کے جگر کے مریضوں کے بہت قریب ہوں۔ کیونکہ ان سب لوگوں کو یہ وائرس لاحق ہونے کا خطرہ سب سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ان تمام لوگوں کو فی الفور حفاظتی ٹیکے لگانا نہایت اہم ہے۔ تمام حاملہ عورتوں کو اس وائرس کی موجودگی کے لئے ٹیسٹ کرنے کی تجویز ہے تاکہ ایسی تمام مائیں جن کے جسموں میں یہ وائرس موجود ہوں، ان کے نومولود بچوں کو یہ حفاظتی ٹیکے لگائے جاسکیں۔ اس طرح نومولود بچوں کو وائرس کا شکار ہو کر اس کا حامل ہونے (Carrier) بننے سے بچانا ممکن ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی معاشرے کو سب سے زیادہ خطرہ وائرس کے حامل اشخاص سے ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرے مرحلے میں ایسے لوگ جن کے جسم میں یہ وائرس موجود ہو۔ ان کے اہل خانہ کو حفاظتی ٹیکے لگائے جائیں۔

آخری مرحلہ میں عام لوگوں اور خصوصاً ہر نومولود بچے کو حفاظتی ٹیکے لگانے چاہئیں تاکہ تمام آبادی کو اس مہلک وائرس سے بچایا جاسکے۔

حفاظتی ٹیکوں کا شیڈول

پچھلے دس سال سے اس مہلک مرض سے بچاؤ کیلئے نہایت ہی باا ثر ویکسین (Engeric-B) موجود ہے۔ یہ ویکسین بیالوجی میں ایک نئی ٹیکنیک (Genetic Engineering) سے تیار کی جاتی ہے۔ اس کا استعمال تقریباً ۹۵ سے ۹۸ فیصد حفاظت فراہم کرتا ہے۔ یہ ویکسین انتہائی محفوظ ہے اور اس کے استعمال سے کسی بھی قسم کے نقصان کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ویکسین صرف ہیپاٹائٹس B کے خلاف مدافعت پیدا کرتی ہے جبکہ ہیپاٹائٹس C کی کوئی بھی ویکسین تاحال تیار نہیں ہوسکی۔ یہ ویکسین تین ٹیکوں کی صورت میں دی جاتی ہے۔ پہلے ٹیکے کے ایک ماہ بعد دوسرا اور چھ ماہ بعد تیسرا ٹیکہ دینا ضروری ہوتا ہے پھر اگر پانچ سال کے بعد ایک اور ٹیکہ لگا دیا جائے تو ایسا شخص باقی ماندہ زندگی کے لئے اس مرض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔